قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

کتب خانہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
17870

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوّت

کراچی

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

"یہ ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے اللہ جلّ شانہٗ مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس میں دلمے، درمے، سخنے ہر قسم کی مدد کرنے والوں کو ہر نوع کی ترقیات سے نوازے، تمام مقاصد حسنہ کو پورا فرمائے، ہر قسم کی مدد و نصرت فرمائے، آپ لوگوں کو اتنی ہمت قوت عطا فرمائے کہ اس فتنہ کو جڑ سے اکھیڑ پھینکیں۔"

حضرت شیخ الحدیث محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی

جلد (۱)

شمارہ (۱)

نعت

از: شفیق صدیقی
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کراچی

یہ حور و ملائک خدم آپؐ کے ہیں
یہ کرسی و لوح و قلم آپؐ کے ہیں

یہ افلاک زیرِ قدم آپؐ کے ہیں
یہ تسنیم و کوثر، ارم آپؐ کے ہیں

دو عالم میں کافی ہے ہم کو یہ نسبت
ہمارے ہیں آپ اور ہم آپؐ کے ہیں

یہ معراج، معراجِ انسانیت ہے
سرِ عرش نقشِ قدم آپؐ کے ہیں

بعنوان توحید و ختمِ رسالت
زمانے پہ سارے کرم آپؐ کے ہیں

بچالیں جہنم سے ہم کو خدارا
گنہگار با چشم نم آپؐ کے ہیں

شفیق خطاکار پر یہ عنایت
کرم سب خدا کی قسم آپؐ کے ہیں

ہفت روزہ
ختم نبوت
کراچی

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر
علی اصغر چشتی صابری، ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی

فی پرچہ ۱۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک
سالانہ ۶۰ روپیہ
ششماہی ۳۵ روپیہ
سہ ماہی ۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
سعودی عرب ۲۱۰ روپیہ
کویت، اومان، شارجہ دوبئی، اردن اور
شام ۲۲۵ روپیہ
یورپ ۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا ۲۶۰ روپیہ
افریقہ ۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان ۱۲۵ روپیہ

رابطہ دفتر
دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی

ناشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: حکیم الحسن نقوی انجمن پریس
مقام اشاعت: ۸/۲۰ سانرو مینشن ایم اے جناح روڈ کراچی

۲ شعبان تا ۹ شعبان بروز ہفتہ
۲۹ مئی تا ۳ جون ۱۹۸۲ء

فہرست

صفحات

۱۔ ابتدائیہ۔ ۲
۲۔ خصائل نبویؐ بر شمائل ترمذی۔ ۵
۳۔ افادات عارفی ۶
۴۔ پیغامات۔ ۹
۵۔ ۲۹ مئی عظیم الشان تحریک کا یوم آغاز۔ ۱۳
۶۔ خرچ میں میانہ روی نصف معیشت ہے۔ ۱۴
۷۔ چھٹی صدی کا عظیم فقیہ ۱۵
۸۔ تعلق مع الرسولؐ۔ ۱۷
۹۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ۔ ۲۰
۱۰۔ مکتوب بنگلہ دیش۔ ۲۱

شعبۂ کتابت

جناب عبدالستار صاحب
حافظ گلزار احمد صاحب
غلام یٰسین صاحب

ہم بارگاہ رب العزت میں سجدۂ شکر بجالاتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذی اصطفیٰ۔ اللھم لک الحمد حمداً دائماً مع دوامک۔ ولک الحمد حمداً خالداً مع خلودک۔ ولک الحمد حمداً لا منتھیٰ لہ دون مشیتک۔ ولک حمداً لا یرید قائلہ الا رضاک۔ ولک الحمد عند کل طرفۃ عین وتنفس کل نفس۔ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہٗ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمداً عبدہ ورسولہ۔ خاتم النبیین لا نبی بعدہٗ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما یحب ویرضیٰ۔ وعدد ما یحب ویرضیٰ — رضینا باللہ ربا وبالاسلام دیناً وبسیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولاً ونبیاً — قال اللہ تعالیٰ : یاایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہٖ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم، ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم ٥ (المائدہ: ۵۴)

”اے ایمان والو! جو شخص تم میں اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دے گا۔ جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہو گی۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہو گی۔ مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے کافروں پر۔ جہاد کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔ اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں۔ بڑے علم والے ہیں۔“ (ترجمہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ)

حریم نبوت کی پاسبانی اور عقیدۂ ختم نبوت کی نگہبانی ہر مسلمان کا دینی و ملّی فریضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے ختم نبوت کے قزاق اسود عنسی کو خنجر سے موت کے گھاٹ اتارا اور بارگاہ نبوت سے ”فاز فیروز“ کا تمغہ حاصل کیا اور وصال نبویؐ کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے فتنۂ ارتداد ہی کا قلع قمع کیا اور یمامہ کے جھوٹے مدعیٔ نبوت مسیلمہ کذاب کو اسکی ذریت سمیت ”حدیقۃ الموت“ میں واصل بجہنم کیا۔

”مجلس تحفظ ختم نبوت“ (اپنی بے مائیگی اور بے سروسامانی کے باوصف) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسی مقدس مشن کی علمبردار ہے۔

؎ تیغ بُرّاں بہر ہر زندیق باش
اے مسلمان پیرو صدیق باش

خُدام مجلس کی دعوت و داعیہ یہ ہے کہ ہر وہ مسلمان جس کے دل میں ایمان کا نور ہے اور جسے

ابتدائیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق و عقیدت ہے اسے لازم ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق ختمِ نبوت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دے۔ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ جب بہاولپور کے مشہور مقدمہ کے سلسلہ میں بہاول پور تشریف لائے تو جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد حاضرین سے فرمایا۔

"میں بواسیر خونی کے مرض کے غلبہ سے نیم جان تھا۔ نیز ڈابھیل جانے کے لیے پابرکاب تھا کہ اچانک شیخ الجامعہؒ کا مکتوب مجھے ملا۔ جس میں بہاول پور آکر مقدمہ میں شہادت دینے کے لیے کہا گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ میرے پاس زادِ آخرت تو ہے نہیں۔ شاید یہی چیز ذریعۂ نجات بن جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جانبدار بن کر یہاں آیا ہوں۔"

یہ سن کر مجمع بے قرار ہو گیا۔ حضرت کے ایک شاگرد حضرت مولانا عبدالحنان ہزارویؒ بے اختیار کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اگر حضرت کو بھی اپنی نجات کا یقین نہیں۔ تو پھر اس دنیا میں کس کی مغفرت کی توقع ہو گی؟ اور حضرت کی تعریف و توصیف میں انہوں نے کچھ بلند کلمات اور بھی فرمائے۔ جب وہ بیٹھ گئے تو حضرت شاہ صاحبؒ نے پھر مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا۔ حالانکہ ہم پر یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم ختم نبوت کا تحفظ نہ کر سکیں۔"

(نقشِ دوام صفحہ ۱۹۰)

نیز اپنے آخری لمحات حیات میں حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا، میری چارپائی دارالعلوم دیوبند لے چلو۔ وہاں اساتذہ و طلبہ اور باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کا ایک بڑا مجمع تھا۔ حضرت نے اپنے تمام تلامذہ اور دیگر علماء و طلبہ کو ختم نبوت کے تحفظ کی تاکیدیں فرمائیں۔ اور فرمایا۔

"جو شخص چاہتا ہے کہ کل فردائے قیامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت کریں اسے چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کی پاسبانی کا حق ادا کرے۔"

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگذارند و خمِ طرۂ یارے گیرند!

امام العصر حضرت شاہ صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے اسی سوز دروں کا نتیجہ تھا کہ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور اُن کے رفقاء نے اپنی زندگی کا موضوع ہی اس مقدس مشن کو بنا لیا۔ اور اس کے لیے "مجلس تحفظ ختم نبوت" کا ادارہ قائم فرمایا۔ حضرت امیر شریعت کے بعد مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد حیات اور محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری (رحمہم اللہ) علی الترتیب اس قافلے کے میر کارواں ہوئے اور آج بھی بحمد اللہ شیخ طریقت حضرت اقدس مولانا خان محمد مدظلہ العالی (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف) کی قیادت میں یہ کاروانِ ایمان و عزیمت، اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

ایک عرصہ سے تمنا تھی کہ ختمِ نبوت کے پیغام کو عام کرنے کے لیے "ختمِ نبوت" ہی کے نام سے ایک ہفت روزہ جاری کیا جائے۔ لیکن یہاں کی کسی "اسلامی حکومت" نے اس نام سے پرچہ جاری

ابتدائیہ

کرنے کی اجازت نہیں دی ۔ بلکہ حکومتی وسائل عقیدہ "ختم نبوت" کے تحفظ کے بجائے سارقین ختم نبوت کی حفاظت و مدافعت میں صرف ہوتے رہے ۔ جب باڑھ ہی کھیت کو کھانے لگے تو اس سے فصل کی کیا توقع کی جا سکتی ہے ۔ تاہم یہاں کے ناخداؤں کی حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے سرد مہری ہمارے ولولوں کو سرد نہیں کر سکی ۔ بقول غالب

؎ گر کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا ! یوں سہی
یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا؟

ہماری کوششیں جاری رہیں ۔ بالآخر موجودہ حکومت نے اپنے دینی و ملی فریضہ کا احساس کرتے ہوئے "ہفت روزہ ختم نبوت" کی اشاعت کی منظوری دے دی ہے ۔ ہم بارگاہِ رب العزت میں سجدہ شکر بجالاتے ہیں کہ اس نے ہمارے موجودہ حکمرانوں کو اس کی توفیق و سعادت نصیب فرمائی ہے ۔

"مجلس تحفظ ختم نبوت" کا موضوع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی سنت و سیرت کی طرف اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت دینا ۔ اسلامی اتحاد کی صفوں کو درست کرنا ۔ وہ تمام لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت سے وابستہ ہیں ۔ انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ۔ مسلمانوں میں دینی و ملی احساس بیدار کرنا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا ہر موقعہ اور ہر محاذ پر تعاقب کرنا ۔ یہی اغراض و مقاصد انشاء اللہ "ہفت روزہ ختم نبوت" کے ہوں گے اور ہم حق تعالیٰ شانہٗ کی توفیق و عنایت سے یہ کوشش کریں گے کہ دین و ہدایت کے اس خوانِ یغما پر قارئین کے ذہن و قلب کی بہتر سے بہتر غذا مہیا کریں ۔ اس کے لیے ہم اپنے باتوفیق قارئین سے بھرپور تعاون اور مخلصانہ و عاقلانہ مشوروں کی درخواست کرتے ہیں ۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ریلوے اسٹیشن ربوہ پر جو حادثہ پیش آیا وہ تحریک ختم نبوت کا پیش خیمہ ثابت ہوا ۔ جس سے حق و باطل کے درمیان امتیاز ہوا ۔ مناسب سمجھا کہ ہم اس تاریخ سے اپنے اشاعتی سفر کا آغاز کریں ، ہم بارگاہ الٰہی میں دستِ بدعا ہیں کہ ان حقیر مساعی میں خلوص کامل نصیب فرمائے ۔ اور اس بضاعت مزجاۃ کو شرف قبول عطا فرما کر دارین میں اپنی رضا و رحمت کا ذریعہ بنائے ۔

محمد یوسف لدھیانوی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا	حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ۔ جن میں ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا ـــــ روایت کیا اسے کو مسلم نے ۔

خصائل نبوی برشمائل ترمذی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ایک امتی کیلئے سب سے بڑھکر متاع عزیز ہے۔ اسکے لیے ہم سیدی و مرشدی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی مدظلہ العالی کی خصائل نبوی شرح شمائل ترمذیؒ کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و عادات سے قلب و روح کو منور کیجیے، اور اپنی شکل و صورت اور اخلاق عادات کو خصائل نبویؐ میں ڈھالنے کی کوشش کیجیے۔

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا۔ بندہ ناچیز کو اواخر ۱۳۴۳ھ میں بامتثال حکم حضرت اقدس آقائی و مولائی حضرت الحاج مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ بذل المجہود فی حل ابی داؤد کی طباعت کے لیے متفرق طور پر چند روز شہر دہلی میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں میرے ایک کرمفرما جناب محترم محمد عثمان خان صاحب زاد مجدہم نے شمائل ترمذی کے مختصر سے ترجمہ کا حکم کیا۔ میں اپنی نااہلیت کا معترف ہر گز بھی اس کا اہل نہیں تھا۔ اور اسی وجہ سے اس سے پہلے کسی تحریر یا تقریر کی کبھی نوبت بھی نہیں آئی تھی۔ لیکن ممدوح نے اپنے حسن ظن کی بنا پر میری کسی معذرت کو بھی قبول نہ کیا۔ میں اپنے عجز و قصور کی وجہ سے ہر گز بھی امتثال نہ کرتا۔ مگر چونکہ موصوف کے میرے والد ماجد صاحب نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ سے خصوصی مراسم تھے اور بمقتضائے حدیث ان من ابر البر صلۃ الرجل اھل ود ابیہ بعد ان یولی (رواہ مسلم) ترجمہ: بہترین صلہ رحمی والد کے بعد اس کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ اس لیے مجھے اسکے بغیر چارہ کار ہی نہ ہوا کہ اپنی حیثیت کے موافق مختصر سا ترجمہ لکھ کر پیش کروں اور ناظرین سے اپنے اقرار عجز کے بعد عرض کروں کہ ان اوراق کی پریشانی عبارت اور الفاظ کی غرابت مضامین کے تشتت سے قطع نظر فرماتے ہوئے اصل مقصد اور آقائے عالم سید البشر نبی اکرم علیہ الف الف صلوات وتحیات کے اخلاق، اوصاف، عادات، معمولات کی طرف توجہ فرمائیں کہ عقلمند شخص برنما برقعے کی وجہ سے حسین چہرہ سے بے توجہی نہیں کرتا۔ اور سمجھدار آدمی بدمزہ چھلکے کی وجہ سے لذیذ گودے کو نہیں پھینکتا۔

اس ترجمہ میں چند امور کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا ہے نمبر (۱) اکثر مضامین، اکابر قدما کے کلام سے لیے گئے ہیں اور خود رائی وغیرہ سے احتراز کیا گیا نمبر (۲) جمع الوسائل ملا علی قاری حنفی کی، مناوی شیخ عبدالرؤف مصری کی، مواہب لدنیہ شیخ ابراہیم بیجوری کی، تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی اس رسالہ کا زیادہ تر ماخذ رہی ہیں۔ نمبر (۳) ترجمہ چونکہ عوام کے لیے کیا گیا ہے اس لیے مطلب خیز ترجمہ کیا گیا ہے لفظی ترجمہ کی پابندی نہیں کی گئی۔ نمبر (۴) ترجمہ سے زائد امور جو بطور زیادہ کے ذکر کیے گئے اور انکے شروع میں ف کا لفظ بھی لکھ دیا۔ نمبر (۵) اکثر جگہ ترجمے سے زائد امور جو ربط کے لیے بڑھائے گئے وہ (قوس) میں لکھے گئے نمبر (۶) احادیث کا اگر آپس میں بظاہر تعارض معلوم ہوا تو اس کو مختصر طور سے رفع کیا گیا۔ نمبر (۷) اختلاف مذاہب کا بھی مختصر طور پر کہیں کہیں ذکر کیا گیا۔ مذہب حنفیہ کو اکثر جگہ خاص طور سے ذکر کیا گیا ہے کہ قرب وجوار کے باشندے اکثر حنفی ہیں۔ نمبر (۸) حنفیہ کے قول کی دلیل بھی کہیں کہیں حسب ضرورت مختصر طریقہ سے بیان کی گئی۔ نمبر (۹) جس جگہ حدیث میں کسی غزوہ یا قصہ کی طرف اشارہ تھا۔ فائدہ میں اس قصہ کو مختصر طور پر سے ذکر کر دیا گیا۔ نمبر (۱۰) جس حدیث کی باب سے مناسبت خفی تھی اس کو بھی واضح کیا گیا۔ نمبر (۱۱) جو مضامین اختصار کی وجہ سے یہاں ذکر نہیں کیے گئے اکثر جگہ ان کتب کا حوالہ لکھ دیا جہاں وہ مفصل مل سکتے ہیں تاکہ شائقین کو تلاش میں سہولت رہے۔ نمبر (۱۲) ان سب امور میں اختصار کو نہایت مدنظر رکھا گیا ہے کہ پڑھنے والوں کی طبائع طول سے اکتا نہ جائیں۔

وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ٥

زکریا عفی عنہ کاندھلوی

مقیم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔ وارد حال دہلی

۸ رجمادی الاخری ۱۳۴۴ھ جمعہ

ختم نبوت

خصائل نبوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ قال الشیخ الحافظ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی

باب: ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(باب) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارک کا بیان۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ مبارک کو کما حقہ تعبیر کرنا یا نا ممکن ہے۔ نورِ مجسم کی تصویر کشی قابو سے باہر ہے۔ لیکن اپنی ہمت اور وسعت کے موافق حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کو ضبط فرمایا جس کا کچھ بیان یہ ہے۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا جمال ظاہر نہیں کیا گیا ورنہ آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی طاقت نہ رکھتے۔

ع۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امت پر نہایت ہی بڑا احسان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات معنوی علوم و معارف کے ساتھ ساتھ کمالاتِ ظاہری حسن و جمال کی بھی امت تک تبلیغ فرمائی کہ یہ منظر و خیال یار سے کے لیے معین و مددگار ہوتا ہے۔ نامراد عاشق جب وصال سے محروم ہوتا ہے تو محبوب کے گھر بار خد و خال کو یاد کر کے اپنے کو تسلی دیا کرتا ہے اور عادات و حالات ہی سے دل بہلایا کرتا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے چار سو احادیث لے کر اس رسالہ کو مرتب فرمایا اور ان چار سو احادیث کو چھپن ۵۶ بابوں پر تقسیم فرما کر اس باب اول میں چودہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں

اخبرنا ابو رجاء قتیبۃ بن سعید عن مالک بن انس عن ربیعۃ بن ابی عبد الرحمٰن عن انس بن مالک انہ سمعہ یقول کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ وَلَا بِالْاَبْیَضِ الْاَمْہَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَأْسِ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً فَاَقَامَ بِمَکَّۃَ عَشْرَ سِنِیْنَ وَبِالْمَدِیْنَۃِ عَشْرَ سِنِیْنَ فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَأْسِ سِتِّیْنَ سَنَۃً وَلَیْسَ فِیْ رَأْسِہٖ وَلِحْیَتِہٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَۃً بَیْضَاءَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے قد کے تھے نہ پستہ قد (جس کو ٹھنگنا کہتے ہیں۔ بلکہ آپ کا قد مبارک درمیانہ تھا) اور نیز رنگ کے اعتبار سے نہ بالکل سفید تھے چونہ کی طرح نہ بالکل گندم گوں کہ سانولا پن آجائے (بلکہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن پرنور اور کچھ ملاحت لیے ہوئے تھے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ بالکل سیدھے تھے نہ بالکل پیچ دار (بلکہ بالکل ہلکی سی پیچیدگی اور گھونگریالا پن تھا) چالیس برس کی عمر ہو جانے پر حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ کو نبی بنایا اور پھر دس برس مکہ مکرمہ میں رہے (اس میں کلام ہے جیسا کہ فوائد میں آتا ہے) اس مدت کے درمیان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی بھی نازل ہوتی رہی۔ اس کے بعد دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور پھر ساٹھ سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا۔ اس وقت آپ کے سر اور آپ کی داڑھی مبارک میں بیس ۲۰ بال بھی سفید نہ تھے (اس کا مفصل بیان باب فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آئے گا۔

فائدہ:- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ تھا لیکن میانہ پن کے ساتھ کسی قدر طول کی طرف کو مائل۔ چنانچہ ہند بن ابی ہالہ وغیرہ کی روایت میں اسکی تصریح ہے ان دونوں روایتوں پر اس حدیث سے اشکال ہوتا ہے جس میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جماعت میں کھڑے ہوتے تو سب سے زیادہ بلند نظر آتے لیکن یہ درازی قد کی وجہ سے نہ تھا بلکہ معجزہ کے طور پر تھا تا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جیسا کمالاتِ معنویہ میں کوئی بلند مرتبہ نہیں ہے اسی طرح صورتِ ظاہری میں بھی کوئی بلند محسوس نہ ہو نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نبوت کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام دس برس اس حدیث میں ذکر ہوا ہے اور اسی بنا پر حضور صلی اللہ کی عمر ساٹھ ۶۰ سال کی ذکر کی گئی ہے لیکن یہ روایت ان سب روایات کے خلاف ہے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تیرہ ۱۳ برس بتلایا گیا ہے اور تریسٹھ سال کی عمر ذکر کی گئی۔ بعض روایات میں پینسٹھ ۶۵ سال کی عمر آئی ہے چنانچہ اواخر کتاب میں تینوں روایتیں آنے والی ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تریسٹھ ۶۳

باقی صفحہ ۱۲ پر

افاداتِ عارفی

از عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہ العالی

مرتب : منظور احمد الحسینی

فرمایا :۔ حضرت مولانا تھانوی ؒ فرماتے تھے کہ ایک بار جی میں آیا قلم رکھ دوں اور تسبیح اٹھاؤں تسبیح اٹھائی کچھ چلی کچھ نہیں چلی میری حالت یہ ہے کہ تسبیح اٹھاتا ہوں تو تسبیح کہتی ہے قلم اٹھاؤ اب قلم اٹھا لیا ہے لیکن ساتھ جتنی توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے تسبیح بھی پڑھتا ہوں قلم اٹھانے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں نفع متعدی ہے اور تسبیح میں نفع لازمی ہے۔

فرمایا :۔ حضرت تھانوی ؒ کے آخری دنوں کا واقعہ ہے کہ آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹے ہوئے ہیں ، آنکھ کھولی اور کچھ فرمانے لگے تو ہمارے خواجہ صاحب نے عرض کیا حضرت آپ کچھ آرام فرمائیں ، آپ نے بہت کچھ ہمارے لیے سرمایہ مہیا کر دیا ہے جواباً فرمایا جی ہاں ۔ یہ تو میں بھی سوچتا ہوں لیکن " وہ لمحاتِ زندگی کس کام کے جو کسی کی خدمت میں صرف نہ ہوں "۔

عاشقی نام ہے تسلیم و وفاداری کا
یعنی اپنے سے کئے جانے نہ بنے یا نہ بنے۔

فرمایا :۔ میں کسی زمانے میں اپنے زعم میں سمجھتا یہ تھا کہ میں اردو اچھی لکھ لیتا ہوں اور اس میں میری ترکیب ادیبانہ ہوتی ہے ایک دن لکھنے کے لیے میٹھا الفاظ تک نہ ملے ، اور جو لفظ لکھوں غلط ، پھر اسکو کاٹوں دوسرا لکھ دوں ، میں نے کہا یہ ہے میری علمی قابلیت ۔ اس طرح مجھے تنبیہ کر دی گئی کہ تم کیا کر سکتے ہو اور کیا کہہ سکتے ہو ۔ بس سچی بات یہی ہے کہ اپنی طرف منسوب کرنا چھوڑ دو انشاءاللہ کامیابی ہوگی۔

فرمایا :۔ دین کا جو کام اللہ تعالیٰ تم سے لے لیں الٹا ، سیدھا ، بس اس کو غنیمت سمجھو یہ دیکھو کہ تم سے ٹھیک نہیں بن پڑتا ۔ الٹا سیدھا ہو جاتا ہے ۔ جیسے اگر کسی ملازم سے کوئی خطا ہو جائے ۔ کام کرنے میں ، تو آپ کہتے ہیں خیر کچھ مضائقہ نہیں آہستہ آہستہ سب درست ہو جائے گا ۔ اسی طرح تم نے اللہ کی بارگاہ میں کچھ کام کیا اور وہ ناقص بھی ہوا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیونکہ کام تم نے صحیح نیت سے اور ہماری رضا اور خوش کرنے کے لیے کیا تھا اب اگر تم سے غلطی ہو گئی تو کوئی بات نہیں کیونکہ خطا ، تسامح اور نسیان تو تمہاری فطرت میں ہے کچھ پرواہ نہ کرو ہم قبول کرتے ہیں۔

جب ان پر نظر ہو گی تو قبولیت ہی قبولیت ہے ۔ جب تک اپنی طرف نظر رہے گی اور کام کو اپنی طرف منسوب کرتے رہیں گے ۔ اس میں بہت بڑا نقص رہے گا اور نفس کے لیے بھی ایک بڑا خطرہ ہے ۔ آپ کوئی کام شروع کریں ، تحریر ہو یا تقریر ہو ، نیت صحیح کر لیں سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا ۔ رب زدنی علما ۔ پڑھ لیں جب تک کام اپنے لیے کرتے رہیں گے تو یہ سوچتے رہیں گے کہ یہ لوگوں کو پسند بھی ہے یا نہیں ! لیکن جب اللہ کیلئے کریں تو کوئی پرواہ نہیں چاہے کسی کو پسند آئے یا نہ آئے ، اگر پسند آئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرفِ قبولیت کا ثمرہ ہے ہماری قابلیت و صلاحیت کا ثمرہ نہیں ، جب کام شروع کریں تو الحمد للہ رب العالمین پڑھ کر شروع کر دیں ۔ جب ختم کریں تو پڑھیں ۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ

جب کام سے فارغ ہو گئے تو بے فکر رہیں چاہے کام اچھا ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اس پر ہمیں اپنا ایک شعر یاد آیا۔

عارفی اپنی ان آہوں میں اثر ہو کہ نہ ہو
اپنے کرنے کا ہے جو کام ، کئے جاتے ہیں

جب ان کے لیے کر رہے ہیں تو بھائی ہمارا کمال یہ ہے کہ ہمیں معلوم ہو کہ جیسا انکے شایانِ شان تھا ۔ ویسا نہیں ہوا قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ کا ارشاد یاد آ گیا کہ :

" جس شخص کو ساری عمر کے مجاہدے کے بعد ، ریاضتوں کے بعد ، علم اور تجربے کے بعد معلوم ہو کہ کچھ نہیں بن پڑا اس نسبت اور اس احساس پر کہ کچھ نہ بن پڑا اس کو مبارک ہو ۔ "

ایک دفعہ حضرت حاجی صاحب ؒ سے ایک شخص نے جو عالم اور ذاکر و شاغل تھے عرض کیا کہ حضرت ! جیسا جی چاہتا ہے کہ خشوع و خضوع ، حضورِ قلب اور توجہ الی اللہ

پند و نصائح

ہو۔ ویسی نہیں بن پڑتی، آپ نے فرمایا عمر بھر نہیں بن پڑے گی وجہ کیسی اچھی بیان فرمائی کہ "جو تمہارے مقاصد ہیں وہ ایمانی تقاضے اور روحانی تقاضے ہیں اور محسوس کرنا چاہتے ہو مادیت سے لہٰذا کبھی محسوس نہیں ہوں گے، دل و دماغ مادی چیزیں ہیں ان سے روحانی ایمانی تقاضوں کو محسوس کرنا چاہتے ہو یہ کبھی نہیں ہو سکتا"

فرمایا:۔ نیت اپنے اختیار میں ہے ایک دفعہ عزم مصمم کر لیا جائے ایک دفعہ کا عزم مصمم عمر بھر کے لیے کافی ہے (تجدید ہو جائے تو اچھا ہے ورنہ کوئی بات نہیں) (وہ عزم اس طرح سے) کہ اب میں آج سے جو کام کروں گا محض رضاء الٰہی کے لیے کروں گا، چاہے ناقص ہو یا کامل۔ اب جب عزم مصمم ہو گیا، آپ مطمئن ہو جائیں۔ یہ عمر بھر کے لیے کافی ہے چاہے اب جتنی لغزشیں ہوں، یا کوتاہیاں، سب معرض عفو میں آجائیں گی۔

فرمایا:۔ ہمیں اپنے نفس کا خود جائزہ لیتے رہنا چاہیے، صبح سے شام تک کی زندگی کا جائزہ لیں، یہاں آپ سے ریاضتیں نہیں کرائی جاتیں، ۲۴ ہزار دفعہ ذکر نہیں کرایا جاتا، چلہ کشی نہیں کرائی جاتی، شیخ کی خدمت میں جا کر چالیس دن تک قطع تعلق کر کے رکھا نہیں جاتا، یہ تو چلتے پھرتے کے معمولات ہیں

انکو کچھ اوقات مقرر کر کے کر لیا جائے۔ اور ساتھ ساتھ اپنے نفس کا مکمل جائزہ لیا جائے کہ ہماری آنکھ کہاں کہاں بہکی ہے؟ ہماری زبان کن کن تقاضوں سے بہکتی ہے؟ کان کن تقاضوں سے بہکے ہیں؟ جب آپ ان چیزوں پر غور کریں گے تو خود نظر آنے لگیں گی، اگر ایک شخص کہتا ہے کہ میری نظر بہکتی ہے آپ اپنا جائزہ لے چکے ہیں، تقاضے معلوم ہو چکے ہیں، تو پھر آپ اس کا علاج کرائیں آپ ہی بتلائیں کہ نظر اختیاری ہے یا غیر اختیاری، مقصود ہے یا غیر مقصود اگر اختیاری ہے تو ترک کر دو۔

فرمایا:۔ ہر صاحب ایمان کی ایک ظاہری تربیت ہوتی ہے۔ احکامات الٰہیہ کے ذریعے سے، کہ اس کو شریعت کی طرف سے متعین کردہ تمام حدود بتلا دیئے جاتے ہیں اور کہہ دیا جاتا ہے کہ ان احکامات کے مطابق زندگی گزارو لیکن اس کا بنیادی شعبہ اعمال باطنی ہیں، جب تک اعمال باطنی کی روشنی نہ ہو گی اور فطری باطنی تربیت مکمل نہ ہو جائے گی، تب تک اعمال ظاہری میں جان نہیں پڑے گی۔ اور اصلاح باطن کا حاصل تزکیہ نفس ہے اور تزکیہ نفس کا حاصل ہے صراط مستقیم، آپ کی شریعت صراط مستقیم پر چلنا ہے لیکن اس کی روح رواں وہ طریقت ہے۔

فرمایا:۔ صراط مستقیم اعتدال کا نام ہے۔ حدود شرع کے اندر رہتے ہوئے اعتدال پیدا ہوتا ہے۔ لیکن نفس کی کشمکش کی وجہ سے اعتدال پر قائم رہنا مشکل ہے، افراط و تفریط انسان کی فطرت ہے۔ طریقت اسکو افراط و تفریط سے روکتی ہے اور صراط مستقیم پر مستحکم کرتی ہے۔ اب ہر چیز کو اعتدال پر رکھنا یہ ایک ماہر نفسیات کا کام ہے، دنیا میں جو چیزیں بھی ہماری ضرورت کی ہیں اسمیں کسی صاحب فن کی ضرورت ہوتی ہے بغیر کسی صاحب فن کے پکائے ہم کھانا تک نہیں کھا سکتے، چاہے۔ یہ صاحب فن ہماری بیوی ہو یا کوئی اور، جب تک اس کو معلوم نہ ہو گا کہ نمک کتنا ہونا چاہیے پانی کتنا ڈالنا چاہیے۔ ٹھیک سے کھانا تیار نہیں کر سکتا، اسیطرح تعمیر کا مسئلہ ہے، اور اسی طرح لباس کا مسئلہ ہے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ایک آستین لمبی ہے، ایک چھوٹی ہے، ٹوپی کے ایک طرف کا گوشہ نکلا ہوا دوسری طرف سے اندر ہے ہر چیز میں ترکیب و ترتیب کی ضرورت اور ان مرکب اشیا کی ترتیب کے لیے ایک صاحب فن کی ضرورت ہے۔ ہماری رہبری، تمام اشیا کو معیار پر لانے اور ہمارے باطن کو اعتدال پر رکھنے کیلئے ایسے ماہر کی ضرورت ہے جسکو معلوم ہو کہ کونسے تقاضے افراط کی طرف لے جاتے ہیں اور کونسے تقاضے تفریط کی طرف، حسنات ہمارے سامنے آتے ہیں اور سیئات بھی اور ان کے محرکات بھی، بلکہ سیئات تو ہماری فطرت میں رکھے گئے ہیں ان دونوں کے محرکات میں اعتدال قائم

رکھنا ضروری ہے اگر حسنات میں اعتدال نہیں تو وہ بھی سیئات بن جاتے ہیں اگر سیئات معتدل ہیں وہ حسنات بن جاتے ہیں۔ جیسے سنکھیا زہر قاتل ہے لیکن ایک طبیب جب اسکو "مدبر" کر دیتا ہے تو وہی زہر موجب حیات ہو جاتا ہے اور باعث صحت قرار پاتا ہے۔ اسیطرح سے غصہ بڑی بری چیز ہے۔ لیکن اس کو معتدل کر لیجیے تو بہت ہی نفع مند ہے۔ حرص ہے ہوس ہے یہ سب چیزیں ناپاک ہیں تکبر، فخر و مباہات یہ سب بری چیزیں ہیں، لیکن ان کو مدبر کر لیجیے تو پھر یہ معین حیات بن جاتے ہیں اور ہماری زندگی کا روح رواں بن جاتے ہیں۔

ان چیزوں میں اعتدال پیدا کرنے کے لیے ہمیں تھوڑا سا مجاہدہ کرنا پڑے گا اگر آپ نے اپنے طور پر اطمینان کر لیا کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے فلاں برائی نہیں کرتے بہت سے رذائل ہمیں معلوم ہیں ہم اپنے طور پر ان سے بچتے رہیں گے اور توبہ و استغفار کر لیں گے۔ یہ سوچ خلاف اعتدال ہے آپ کا علم کچھ بھی نہیں آپ کا فیصلہ بالکل غلط ہے جب تک ماہر نہ کہہ دے آپ اعتدال قائم نہیں رکھ سکتے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"کونوا مع الصادقین"

پیغامات

کلمات طیبات

سیدی ومرشدی حضرۃ اقدس قطب العالم مولانا الحاج الحافظ محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی مدظلہم العالی

باسمہ سبحانہ

عنایت فرمایم بھائی یحییٰ صاحب سلّمہ، بعد سلام مسنون۔ تمہارا خط دستی بہت دن ہوئے پہنچا تھا میری طبیعت مسلسل خراب ہی چل رہی ہے روزانہ کئی کئی انجکشن لگتے ہیں گلوکوز بھی اکثر چڑھایا جاتا ہے نیند نہ رات کو آتی ہے نہ دن کو، کھانے پینے کی طرف طبیعت ہی نہیں چلتی، دعا کرتے رہو اگر زندگی ہے تو اللہ جل شانہ صحت وقوت دے ورنہ حسن خاتمہ کی دولت سے نوازے۔ اس سے مسرت ہوئی کہ مجلس ذکر مدرسہ میں اہتمام سے جاری ہے۔ اللہ جل شانہ مبارک فرمائے قبول فرمائے اس مجلس میں ثبات نصیب فرمائے۔ یہ سن کر بیحد مسرت ہوئی کہ حکومت پاکستان کی طرف سے مولوی یوسف صاحب کی مساعی سے رسالہ "ختم نبوت" جاری کرنے کی اجازت مل گئی اور اس سے بہت افسوس ہوا کہ اب تک اس کی اجازت کیوں نہیں مل رہی تھی، ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے اللہ جل شانہ مولانا کی اور جو لوگ اسمیں شریک ہوں انکی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے، مثمر ثمرات و برکات بنائے اور اس رسالہ کو نہایت ہی قبول و مقبول فرمائے اور اس فتنہ باطلہ کو اپنی قدرت قاہرہ سے جلد از جلد ختم فرمائے اور جو لوگ اس فتنہ میں مبتلا ہو چکے ہیں ان کو ہدایت نصیب فرمائے اور اس فتنہ سے جلد از جلد چھٹکارا نصیب فرمائے، میرے تمام اکابر اور موجودہ علماء و فقہاء امت کا اس فرقہ باطلہ کی تکفیر پر اجماع ہے جب اس متنبی کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ہمارے اکابر علماء کے سرخیل امام ربانی قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ وبرد مضجعہ نے سب سے پہلے اسکی تکفیر پر قلم اٹھایا جو فتاویٰ رشیدیہ میں چھپا ہوا ہے میرے پاس یہاں فتاویٰ رشیدیہ نہیں ہے آپ کے پاس وہاں ہو تو اسمیں دیکھ لیں اس کے ساتھ ہی تمام جماعت علماء حقہ اس فتنہ کے استیصال میں سرگرم ہو گئی۔ خصوصاً حضرت علامہ انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ کو اللہ جل شانہ بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائے درجات عالیہ نصیب فرمائے ان کی قبر کو اپنے انوارات سے منور فرمائے کے کارنامے کسی سے مخفی نہیں۔

جب ۱۹۷۴ء میں مولانا یوسف صاحب بنوری نور اللہ مرقدہ کی زیارت میں تحریک ختم نبوت پاکستان میں بہت زوروں پر چل رہی تھی اس دوران اس سیہ کار کا بھی سفر پاکستان کا ہوا میرے اور میرے ساتھیوں کے کئی شہروں کے ویزے اسوقت کی حکومت نے یہ کہہ کر منسوخ کر دیئے کہ ان حالات میں تم کو ان جگہوں پر دورہ کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ یہ ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے اللہ جل شانہ مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس میں والے، ورنے مخلصے ہر قسم کی مدد کرنے والوں کو ہر نوع کی ترقیات سے نوازے، تمام مقاصد حسنہ کو پورا فرمائے ہر قسم کی مدد و نصرت فرمائے۔ آپ لوگوں کو اتنی ہمت وقوت عطا فرمائے کہ اس فتنے کو جڑ سے اکھیڑ پھینکیں رسالہ کے اجرا کے لیے **میری طرف سے پانچ سو روپے** مولانا یوسف صاحب لدھیانوی کو پیش کر دیں اور آپ میرے حساب میں اسکو لکھ لیں، یہ ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے اللہ جل شانہ ہمارا آپ کا اور ہمارے سب دوستوں کا اپنے اپنے وقت پر خاتمہ ایمان پر فرمائے بہت کچھ لکھوانے کو جی چاہ رہا تھا۔ مگر ضعف کی وجہ سے اب لکھوایا نہیں جاتا اس لیے اسی پر ختم کرتا ہوں مولانا یوسف صاحب، مفتی ولی حسن صاحب سے اس سیہ کار کا بھی سلام مسنون کہہ دیں۔

فقط والسلام

حضرت شیخ الحدیث صاحب زید مجدہٗ
بقلم حبیب اللہ ۷ رجب ۱۴۰۲ھ
۸۲ء ۲ مئی ۸۲ء مدینہ طیبہ۔

پیغامات

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا اساسی عقیدہ ہے

(شفیق صدیقی)

جناب مدیر محترم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

ہفتہ وار رسالہ "ختم نبوت" کے اجرا کی خبر باعث صد مسرت و انبساط ہے ۔ میری پر خلوص مبارکباد قبول فرمائیے ۔

اس رسالے کے جاری کرنے کے اجازت نامہ (ڈیکلریشن) کے حصول میں آپ کو جن صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑا ۔ اس نے اس تلخ حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں کر دیا کہ جس مملکت کے وجود کا مقصد وحید خاتم الانبیاء و رسل محمد رسول اللہ کے لائے ہوئے دین کو دنیا میں عملاً نافذ کرنا ہو اس میں عصمتِ ختم نبوت کے ازلی دشمن نوکر شاہی کے چھوٹے تصورات کے تحت کلیدی عہدوں پر فائز المرام اور تحت با اختیار ہیں بلکہ یوں کہیے کہ وہ مملکت اسلامیہ کے حقیقی پالیسی ساز ہیں ۔ اللہ ان آستین کے سانپوں سے مملکت اسلامیہ کی حفاظت فرمائے (آمین ثم آمین)

عقیدۂ "ختم نبوت" اسلام کا اساسی عقیدہ ہے ۔ انگریزی قانون کی زبان میں اسے اسلام کا (Magna Carta) میگنا کارٹا کہہ سکتے ہیں ۔ انگریزی دور غلامی نے ہمارے دینی عقائد کی عمارت میں دراڑ ڈالنے کی گھناؤنی سازش کی اور مذہبی آزادی کے طفلانہ تصور نے ارتداد کو قانونی جواز عطا کیا ۔ بقول اکبر الٰہ آبادی ؎

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

تاریخ شاہد ہے کہ ایک مراقی ، نیم پاگل اور نیم خبطی انگریزی عدالت فوجداری کے معمولی کلرک نے محض پیسے کی شہ میں اللہ کے رسول برحق خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دامن عصمتِ نبوت کو داغدار کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے

بدنام کنندۂ ازل ننگ دعویٰ کاذب
تھا بدبخت ازلی جہنم کا مارا

میں رسالے کے اجراء میں اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلاتا ہوں ۔ اور آپکی کامرانیوں کے لیے دعاگو ہوں ۔

والسلام

نیاز آگیں ایس ایم شفیق صدیقی

پیغام از حضرت قاری محمد نورالحق صاحب قریشی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ملتان

برائے ہفت روزہ ختم نبوت ۔

مجھے یہ معلوم کرکے از حد مسرت ہوئی کہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام کراچی سے ہفت روزہ "ختم نبوت" کے نام سے ایک تبلیغی اور اصلاحی رسالہ نکالا جا رہا ہے ۔ رسالے کا نام ہی اسم بامسمیٰ ہے ۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان اندرون و بیرون ملک تبلیغی کام کو عرصے سے کر رہی ہے ۔ تحریری میدان میں بھی ہزاروں رسالے ، کتابیں اردو ، عربی ، انگریزی اور دیگر زبانوں میں شائع کر رہی ہے ۔ قادیانیوں کے مقابلے میں وسائل کی کمی کے باوجود مجلس نے دنیا کے ہر خطے تک اس کا کامیابی کے ساتھ تعاقب کیا ہے اور قادیانیت کو کیفر کردار تک پہنچانے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اگرچہ قادیانیوں کے خلاف تبلیغی ، تحریری اور اصلاحی کام کرنے والے دیگر اداروں اور علماء کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تاہم مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان جس کا مشن ہی سارقین نبوت کا تعاقب ہے مبارکباد کی مستحق ہے کہ اب کراچی سے بھی ایک ہفت روزہ رسالہ نکال رہی ہے ۔ مجھے امید ہے کہ یہ ہفت روزہ معیار کے لحاظ سے بھی ملک کے کسی ہفت روزہ سے کم نہیں ہوگا میری ناچیز رائے یہ ہے کہ اس رسالے میں مجلس کے مبلغین کے دوروں اور پروگراموں کی بجائے علمی ، منطقی اور بلند پایہ مضامین شائع کیے جائیں ان مضامین کو علماء ، دانشوروں ، ڈاکٹروں اور پروفیسروں کے قلم سے چار چاند لگا دیا جائے ۔ نیز اس رسالے میں اردو زبان کے علاوہ عربی اور انگریزی میں بھی مضامین شائع کیے جائیں یا اس کے کچھ صفحات مخصوص کیے جائیں ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسالے کے مدیر ، پرنٹر ، پبلشر اور معاونین کو زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق بخشے ۔ (آمین)

خادم محمد نورالحق قریشی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ملتان

عقیدۂ ختم نبوت ضروریاتِ دین میں داخل ہے ۔ اور اس کا منکر یقیناً کافر ہے ۔ اس عقیدے کا تحفظ فرض ہے ۔ مجلس تحفظ عقیدۂ ختم نبوت مدت دراز سے یہ فریضہ انجام دے رہی ہے جس کے لیے وہ سب مسلمانوں کی طرف سے تشکر کی مستحق ہے ۔ اللہ تعالیٰ اسے ترقی عطا فرمائیں اور اسکی خدمت کو قبول فرمائیں ۔ مجلس نے اس سلسلہ میں ایک ہفت روزہ جاری کرکے نیا اور بہت اہم قدم اٹھایا ہے ۔ میں اس اقدام پر حضرات ارکان مجلس اور اخبار کے کارپرداز حضرات کو ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی ان جیسی دینی خدمتوں کو قبول فرما کر ان میں برکت عطا فرمائیں اور ان حضرات کو ان کا اجر جزیل عطا فرمائیں ۔ آمین ۔ والسلام

احقر محمد اسحاق صدیقی عفا اللہ عنہ

۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ

پیغامات

اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو بار آور فرمائے

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب (لکھنؤ)

مکرمی زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عنایت نامہ باعثِ مسرت ہوا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیوں کا علم ہوا، اس جماعت کے زیر اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" شائع کرنے کا فیصلہ خوش آیند ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششیں بار آور فرمائے اور اس کے ذریعہ عوام عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور اسلامی زندگی پر اس کے دور رس اثرات محسوس کر سکیں۔

مشغولیت کے سبب کوئی تفصیلی پیغام تو نہیں دے سکتا البتہ آپ میری کتاب "قادیانیت" یا "منصب نبوت" شائع کردہ نشریات اسلام کے باب ختم نبوت سے اقتباس کر سکتے ہیں۔

امید ہے کہ آپ بخیر و خوبی ہوں گے۔

والسلام

ابوالحسن علی ندوی

مجھے امید ہے کہ رسالہ "ختم نبوت" کے سلسلہ میں گرانقدر خدمات انجام دے گا۔ محمد عبدالمصطفےٰ الازہری

شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ و رکن مجلس شوریٰ پاکستان

جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب

سلام مسنون۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نیا پرچہ بنام "ختم نبوت" نکال رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ پرچہ اس مسئلہ میں گرانقدر خدمات انجام دے گا۔ مرزائیہ لاہوریہ اور خاص کر دیندار جماعت کے مکر و کید سے عوام مسلمین کو آگاہ کریگا۔ مرزائیوں کے جتنے دجالی ادب ہیں ان سب کا پردہ فاش کرے گا۔ خاص کر کراچی کے دیندار انجمن اعتقادیانیوں کے صحیح کفری پوزیشن کو واضح کرے گا۔ اور ناجدار ختم نبوت آخری نبی جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عزت و ناموس سے دفاع کی کوشش بلکہ کامیاب کوشش کرے گا۔

الازہری

۸ مئی ۱۹۸۲ء

اللہ تعالیٰ اس نئے پرچے کو دین کی تبلیغ کے مقصد میں کامیابی عطا فرمائیں۔ (جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی)

گرامی قدر مکرمی جناب مدیر صاحب ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ اطلاع میرے لئے باعث مسرت ہوئی کہ آپ کے زیر ادارت مجلس تحفظ ختم نبوت ایک ہفت روزہ "ختم نبوت" کے نام سے جاری کر رہی ہے۔ اس پرچے کی اشاعت پر دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔

"ختم نبوت" کا عنوان اگرچہ بظاہر ایک سلبی قسم کا عنوان ہے، لیکن اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو عقیدہ ختم نبوت میں اسلام کی بیشتر ایجابی تعلیمات بھی سما جاتی ہیں۔ "ختم نبوت" کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے ہے۔ آپ کے بعد کوئی بھی شخص کسی بھی معنیٰ میں نبی نہیں ہو سکتا، لہٰذا آپ کی تعلیمات و ہدایات قیامت تک کے لیے واجب العمل ہیں جنہیں زمانے کا کوئی موڑ منسوخ یا تبدیل نہیں کر سکتا۔ اب امتِ محمدیہ علی صاحبہا السلام کے اہل علم کا فریضہ یہ ہے کہ وہ آپ کی تعلیمات و ہدایات کو دنیا کی آخری حدود تک پہنچانے کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں۔

اس لیے اس پرچے کا مقصد ان شکوک و شبہات کا ازالہ اور ان تلبیسات کا تعاقب تو ہونا ہی چاہیئے جو عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف مرزائیوں نے پھیلاتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ دین کی مثبت تعلیمات کی نشر و اشاعت بھی "عقیدۂ ختم نبوت" ہی کا ایک لازمی جزء ہے جو اس پرچے کی ترتیب میں ملحوظ رہنی ضروری ہے۔

ایک گذارش اور ہے۔ اور وہ یہ کہ ضد اور عناد کا علاج تو دنیا میں کسی کے پاس نہیں۔ لیکن ہر طبقے میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اس طبقے کے ساتھ وابستگی کسی ضد اور عناد کی بنا پر نہیں، بلکہ غلط فہمی کی بنا پر اختیار کرتے ہیں، مرزائی حلقے میں بھی ایسے افراد موجود ہوں گے۔ ایسے لوگوں کو راہِ راست پر لانے اور ان پر حق واضح کرنے کے لیے بھی مسلمانوں کی طرف سے مخالفانہ نہیں بلکہ ہمدردانہ کوششوں کی ضرورت ہے۔ آپ اگر اپنے پرچے میں ایسے لوگوں کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے باقاعدہ سلسلہ جاری فرمائیں تو انشاء اللہ موجب اجر بھی ہوگا، اور مفید بھی۔ اس سلسلے میں طنز و تعریض کے بجائے نرمی و ہمدردی پر مشتمل اسلوب اختیار کرنا زیادہ مفید ہوگا۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نئے پرچے کو دین کی تبلیغ کے مقصد میں کامیابی عطا فرمائیں۔ اس کے کارکنان کو صدق اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائیں۔ اور اسکے ذریعے خدمتِ دین کا کام لیں۔ آمین۔ والسلام

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔

خادم طلبۂ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

پیغامات،

ہفت روزہ ختم نبوت احقر کے لیئے بہت مسرت کا باعث ہے۔ (مفتی رفیع عثمانی)

ہفت روزہ "ختم نبوت" کا اجرا احقر کے لیے بہت مسرت کا باعث ہے بلاشبہ اس مسئلے کی وضاحت و تشریح کا سلسلہ جاری رہنے کی ضرورت ہے اور حکومت پاکستان نے امت مسلمہ کے متفقہ موقف کے مطابق مرزائیوں کے غیر مسلم ہونے کا فیصلہ کر کے اگرچہ قانونی ضرورت پوری کر دی ہے لیکن ابھی کافی عرصہ تک اس پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ کہ اس قانون کے تمام تقاضوں پر ہر پہلو سے عمل ہو رہا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی رکاوٹ یا ابہام پیدا نہ ہو۔ نیز عالم اسلام کو اس عظیم فتنے سے مسلسل باخبر رکھنے کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ سے قوی امید ہے۔ کہ یہ مبارک ہفت روزہ اخلاص و للّٰہیت کے ساتھ اور "وجادلهم بالتي هي احسن ...." کے اصول کے مطابق ان مقاصد کو پورا کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد والسلام

محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ
۱۴۰۳ھ
۶-۱۰

مرحبا اے مرکز ختم نبوت مرحبا
مرحبا اے مجلس ختم نبوت مرحبا

بندہ بحمد اللہ "ہفت روزہ ختم نبوت" کے اجرا پر دلی مسرت کا اظہار کرتا ہے۔ جس وقت مجھے اطلاع ملی تو زبان پر بے ساختہ یہ شعر جاری ہوا۔
مرکز ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ "فداہ ابی و امی"
یہ معلوم ہو کر کہ دو سال کی سعی پیہم کے بعد اسکی اجازت ملی۔ تعجب ہوا۔ کہ مرزائی جماعت جو اونی اقلیت ہے اسکے روزنامہ اور ہفت روزہ و ماہوار رسالے عرصہ دراز سے شائع ہو رہے ہیں۔ لیکن مجلس تحفظ ختم نبوت جو کہ غیر سیاسی جماعت ہے۔ اس کے ساتھ یہ سلوک کس طرح روا رکھا گیا۔ اس کے باوجود ہم تہہ دل سے صمیم قلب کے ساتھ شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کہ حکومت نے چاہے دیر ہی کی۔ لیکن جریدہ ختم نبوت کے اجرا کی اجازت دیکر لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کی اشک شوئی کر دی۔ ہمیں امید ہے۔ جریدہ اپنی صلاحیتوں کے تحت ملک و ملت کے لیئے بہتر پروپیگنڈہ نمایاں انجام دیگا۔

واللہ المستعان

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی

اللہ تعالیٰ ختم نبوت کو ملک و ملت کی صحیح راہنمائی کی توفیق عطا فرمائے

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،

اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ ہفت روزہ "ختم نبوت" کا اجراء ہو رہا ہے قادیانیوں کے عام مسلمانوں کو صراط مستقیم سے برگشتہ کرنے کے لفظی مکر و فریب کے جال میں پھنس جانے سے خبردار کرنے میں یہ رسالہ انشاءاللہ بہت مفید ثابت ہو گا۔ دعا ہے کہ رب العزت اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناموس کی حفاظت کے لیے ہفت روزہ ختم نبوت کو ملک و ملت کی صحیح رہنمائی کی توفیق عطا فرمائے۔

احقر
سردار محمد

ناظم تعلیمات مدرسہ تعلیم الاسلام تبلیغی کالج
جب ریور روڈ۔ کراچی ۱۸

بقیہ :۔ خصائل نبوی

کی روایتیں زیادہ ہیں۔ علماء نے ان احادیث میں دو طرح جمع فرمایا ہے۔ **اوّل** یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی اور تین سال بعد رسالت ملی۔ اس کے بعد دس سال مکہ مکرمہ میں قیام ہوا۔ اس بناء پر اس حدیث میں ان تین سال کا ذکر چھوٹ گیا جو نبوت اور رسالت کے درمیان تھے۔ **دوسرے** توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ عموماً اعداد میں کسر کو شمار نہیں کیا جاتا تھا اسی بناء پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں دونوں جگہ دہائیاں ذکر کر دیں اور کسر کو چھوڑ دیا اور پینسٹھ سال والی روایات میں سنہ ولادت اور سنہ وفات کو مستقل شمار کیا گیا۔ غرض سب روایات کا حاصل ایک ہی ہے اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف اصح قول کے موافق تریسٹھ سال کی ہوئی اس لیے باقی روایات کو بھی اسی طرف راجع کیا جائے گا۔

جاری ہے

۲۹ مئی .... ایک عظیم الشان تحریک کا یوم آغاز

از جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مئی کی ۲۹ تاریخ ہے۔ گرمی کے دن ہیں — آج ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر خلاف معمول تقریباً تین ہزار نوجوان پشاور سے آنے والی چناب ایکسپریس کے منتظر ہیں — کیا بات ہے کوئی جلسہ ہے ان کا یا کوئی اہم شخصیت اس گاڑی سے آ رہی ہے۔ جی نہیں چہرے یہ بتا رہے ہیں کہ وہ کسی خاص مشن پر یہاں جمع ہیں۔

ربوہ اسٹیشن ماسٹر کے دفتر میں فون کی گھنٹی بجتی ہے — دوسری طرف سرگودھا کے اسٹیشن ماسٹر چناب ایکسپریس کی روانگی کی اطلاع دیتے ہیں اور ایک خاص بوگی کی نشاندہی بھی کرتے ہیں۔ دونوں اسٹیشن ماسٹر کا تعلق بھی ایک غیر مسلم اقلیتی فرقے سے ہے۔

جوں جوں چناب ایکسپریس کا ربوہ اسٹیشن پہنچنے کا وقت قریب آتا جا رہا ہے۔ اسٹیشن پر ہجوم میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ بے چینی بڑھتی جا رہی ہے۔ آپس میں ڈیوٹیاں تقسیم ہو رہی ہیں کچھ لوگ ہتھیاروں سے بھی لیس ہیں۔

گاڑی ربوہ پہنچتی ہے۔ ربوہ اسٹیشن پر موجود اہل ربوہ جن کی تعداد تقریباً تین ہزار ہے بوگی نمبر ۵۵ ہم تلاش کرتے ہیں جس میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ سیر و تفریح سے واپس آ رہے تھے۔ ان نہتے طلبہ پر حملہ کرتے ہیں۔ حملہ آور بڑی بے دردی سے طلبہ کو ایک ایک کر کے پلیٹ فارم پر لٹا کر زدوکوب کرتے ہیں۔ ریوالور، چاقو، ہاکی اور دیگر ہتھیاروں کا آزادانہ استعمال ہوتا ہے۔ بوگیوں کی کھڑکیاں اور دروازے بھی توڑ ڈالتے ہیں۔ تعجب اور حیرت اس بات پر ہے کہ پولیس کا نام و نشان دور دور تک کہیں بھی نہیں تھا۔ گاڑی بھی ایک گھنٹہ رکتی ہے تاکہ طلبہ کی بھرپور پٹائی ہو سکے۔ انتہا یہ کہ ان طلبہ کا سامان جو کہ وہ پشاور سے خرید لائے تھے وہ سب لوٹ لیا جاتا ہے۔

یہ سب کچھ کیسے ہوا؟! کیوں ہوا؟! اس کے پس منظر میں ایک لمبی داستان ہے۔ اس وقت طلبہ نے کون سا جرم کیا تھا جو ان کو یہ سزا دی گئی — انکا جرم صرف یہ تھا کہ وہ ربوہ کی سرزمین پہنچ کر عشق رسالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبے سے سرشار ہو کر "ختم نبوت" زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔

اہل ربوہ کی یہ حرکت خود ان کو راس نہ آئی — ان کے لیے وبال جان کا سامان کر گئی ان کے ظلم و بربریت نے ملک کے مسلمانوں کا شعور بیدار کر دیا — دیکھتے ہی دیکھتے ملک بھر میں آگ لگ گئی — اور یوں تحریک "تحفظ ختم نبوت" نے جنم لیا — مسلمانان پاکستان نے اپنا وہی دیرینہ مطالبہ دہرایا جس کے لیے ۱۹۵۳ء میں بھی قربانیاں دی گئیں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دو۔

پھر کیا ہوا — یہ ایک طویل صفحات کا متقاضی ہے — بس تحریک تحفظ ختم نبوت کا آغاز ہو گیا۔ ملک کے ہر مکتب فکر کے علماء کرام آج ایک پلیٹ فارم پر بیٹھ کر اس مسئلے کا مستقل حل سوچ رہے۔

ایسے نازک ترین وقت میں "مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان" اپنا فریضہ ادا کرتی ہے پوری ملت اسلامیہ کو مستحکم اور مضبوط ترین اسٹیج فراہم کرتی ہے۔ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، شیعہ سیاسی، غیر سیاسی غرضیکہ مسلمانان پاکستان آج متحد ہیں۔ اتحاد و یگانگت کا ایک عظیم مظاہرہ ہو رہا ہے۔ اور یوں "مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" کی داغ بیل ڈالی جا رہی ہے۔

تحریک کی قیادت ملک کی مایہ ناز ہستی، ممتاز عالم دین محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری کے ہاتھ آتی ہے پھر کیا تھا تحریک کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

یہ مقدس سانحہ — جسکو ہم سانحہ ربوہ کہتے ہیں — اگرچہ اس واقعہ کو آج پورے آٹھ سال بیت چکے ہیں۔ لیکن جب بھی یہ تاریخ آتی ہے۔ ہمارے دلوں میں شہدائے ختم نبوت کی یاد تازہ کر جاتی ہے۔ ایک جوش اور ولولہ پیدا کر جاتی ہے — کیوں نہ ہو — اس لیے کہ اب یہ تاریخ (۲۹ مئی) پاکستان اور اسلام کی تاریخ کا حصہ بن گئی — مستقبل کے مورخ اسکو سنہری حروف سے ترتیب دیں گے اور اس لیے بھی کہ مسلمانان پاکستان نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنی جان تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے اور اسلام کی حفاظت اور مملکت خداداد پاکستان کے استحکام کیلئے ہر وقت تیار رہیں۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو جس مقدس مذہبی تحریک نے جنم لیا وہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اختتام تک پہنچی اس دوران کیا واقعات پیش آئے اور کن شخصیتوں نے اس سلسلے میں جدوجہد کی وہ ہم انشاء اللہ انہی صفحات میں پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔

اسلامی معیشت

خرچ میں میانہ روی نصف معیشت ہے

از مولانا امیر علوی صاحب مجلس دعوت و تحقیق اسلامی علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

الاقتصاد فی النفقة نصف المعیشة

جس کو میانہ روی کے ساتھ خرچ کرنا آگیا اس کو عمدہ زندگی بسر کرنے کا نصف طریقہ ہاتھ آگیا اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اپنی ضروریات کے لیے کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے تو اس کو چاہیے کہ جتنی اس کی آمدنی ہے اسی کے بقدر اپنے گھر کے اخراجات رکھے عام طور پر تجربہ یہ ہے کہ دوسروں کے اچھے کھانے، اچھے لباس، اعلیٰ رہن سہن کو دیکھ کر ان کو حاصل کرنے کی حرص پیدا ہوتی ہے اور پھر لوگ ہر جائز و ناجائز طریقہ سے ان کو حاصل کرنے کی دھن میں لگ جاتے ہیں جس کے نتیجے میں پشیمانی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے رزق کو ان کے مزاج اور ان کی مصلحت کے مطابق اتارا ہے۔ بہت سے دولتمندوں کی مزاجی حالت یہ ہوتی ہے کہ اگر وہ فقر و فاقہ اور تنگ دستی میں مبتلا ہو جائیں تو وہ دولت ایمان سے بھی محروم ہو جائیں اور کتنے غرباء ایسے ہیں کہ اگر ان کو بہت سا مال و دولت ہاتھ آجائے تو دولت ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں اس لیے بہت سی معاشرتی مصلحتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رزق کے اعتبار سے لوگوں میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''

نحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیٰوة الدنیا

دنیا کی زندگانی میں ہم نے ان کی روزی بانٹ دی ہے اور ارشاد ہے ''

واللہ فضل بعضکم علیٰ بعض فی الرزق۔

یعنی اللہ نے رزق میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، یعنی کسی کو غنی کسی کو فقیر کر دیا ایک کو بہت سی دولت دیدی دوسرے کو کم۔ حکومت ہے کوئی حاکم، علم، عقل، دولت اور جدوجہد کی اسی کمی بیشی کو معاشرتی نظم کا ذریعہ بنایا ہے اور اس طرح ہر شخص کو دوسرے کا محتاج بنا دیا ہے اور ہر شخص کے دل میں وہی کام ڈال دیا ہے جو اس کے لیے زیادہ مناسب ہو اور بہتر طریقے سے انجام دے سکتا ہو چنانچہ ہر شخص اپنے کام میں خوش ہے چاہے وہ کیسا ہی کام ہو، اسی کو وہ سرمایہ فخر سمجھتا ہے

کل حزب بما لدیهم فرحون

معیشت میں اس کمی بیشی کے باوجود اسلام نے یہ آزادی نہیں دی کہ آدمی ہر جائز و ناجائز طریقے سے دولت کمائے اور اپنے لیے ذخیرہ جمع کرے اور دوسروں کے لیے رزق کے دروازے بند کر دے، بلکہ اسلام نے ذرائع آمدنی میں حلال و حرام کی تمیز کر کے سود، جوا، سٹہ اور ذخیرہ اندوزی کو منع فرمایا۔ پھر جائز طریقے سے کمائی ہوئی آمدنی پر بھی زکوٰۃ و عشر وغیرہ کے واجبات ادا کر کے ان خرابیوں کا انسداد کر دیا ہے۔ جو سرمایہ دارانہ معاشی نظام میں پائی جاتی ہیں حلال روزی حاصل کرنے کے یہ جائز وسائل نظم معیشت کا نصف اول ہیں اور ان جائز طریقوں سے حاصل کی ہوئی دولت سے خرچ میں کفایت اور میانہ روی نظم معیشت کا دوسرا نصف ہے اسلام نے دولت حاصل کرنے کی جدوجہد میں بھی اقتصاد اور میانہ روی اختیار کرنے کی تاکید کی ہے اور حرص و طمع سے باز رہ کر قناعت کے ساتھ حلال روزی طلب کرنے کو فرض قرار دیا ہے اور پھر اس طلب رزق کو اس جائز اور مناسب جدوجہد سے جو کچھ حاصل ہو اس کے خرچ کرنے میں بھی میانہ روی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور فضول خرچی سے منع فرمایا ہے۔

فضول خرچی معاشی نظم میں خرابی کا سبب بنتی ہے۔ دولتمندوں کی فضول خرچی کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ بہت سے لوگ زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ غرض اخراجات میں میانہ روی سے فرد اور خاندان کی معاشی زندگی میں بھی نظم اور سہولت پیدا ہوتی ہے اور عام معیشت کی بھی اس سے اصلاح ہوتی ہے۔

کسی شخص کیلئے اپنی امنگ اور آرزو کے مطابق زیادہ سے زیادہ دولت حاصل کرنا اپنے اختیار میں نہیں ہے لیکن آمد کے مناسب خرچ کرنا اور اخراجات کو کم کر کے میانہ روی اختیار کرنا اپنے اختیار میں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک میں اسی کی ترغیب دی گئی ہے۔

محمد امیر علوی عفی عنہ مجلس دعوت و تحقیق اسلامی
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵

دار الکتابت
کراچی میں خطاطی کا بے مثال ادارہ
جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

چھٹی صدی ہجری کا عظیم فقیہ

از مولانا منظور احمد الحسینی بی اے۔ فاضل عربی۔ فاضل وفاقی

چھٹی صدی ہجری میں جو مسلمان مشاہیر علم و فضل، زہد و تقویٰ اور اپنی علمی استعداد و خداداد تبحر کی وجہ سے نہایت درجہ بلند مرتبہ و مقام پر فائز ہوئے۔ ان مسلم شخصیات میں شیخ الاسلام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل بن خلیل فرغانی مرغینانی کا اسم گرامی بہت نمایاں حیثیت رکھتا ہے جو کہ ہماری درسی و علمی دنیا میں "صاحب ہدایہ" کے ہلکے پھلکے نام سے یاد کئے جاتے ہیں مختلف علوم و فنون میں جامعیت اور مہارت موصوف کے جیتے جاگتے نشانات میں سے ہے اور اگر خصوصاً علم فقہ حنفی کے بہترین ترجمان اور بلند پایہ شارح کی حیثیت سے آپ کی ذات ستودہ صفات کا مطالعہ کیا جائے تو نہ صرف ان کی نظیر لانا متعذر ہے بلکہ خود آپ کی اس لازوال شرف عظمت اور ٹھوس علمیت کے صحیح اور واضح خد و خال اور اسرار کو پانا ناممکن نہیں تو بعید ضرور ہے یادداشت، نکتہ رسی، دقیقہ سنجی، ذکاوت و فطانت، فصاحت و بلاغت، فہم و بصیرت اور تحقیق و تدقیق میں صاحب ہدایہ کا مقام منفرد ہے پورے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ شیخ الاسلام جیسی ہمہ گیر شخصیات ہماری تاریخ میں خال خال ہی ملتی ہیں کہ جن کے علمی شہ پاروں کو درسی اور غیر درسی دنیا میں شہرت اور کثرت القراۃ کا ایک لاثانی و لافانی مقام حاصل ہو۔ آپ شیخ الاسلام شہنشاہ بابر کے وطن ریاست فرغانہ کے شہر مرغینان ۸ رجب بروز پیر عصر کے بعد ساا۵ھ میں پیدا ہوئے۔

معرفت مذہب اور علم خلافت میں کمال دستگاہ حاصل تھی تحقیق و تدقیق مصنف کا خاص طرۂ امتیاز تھی چھٹی صدی ہجری میں علوم و فنون کو تابانی اور جلا بخشنے کا ذریعہ آپ ہی بنے فقہ حنفی کے ساتھ صرف لگاؤ ہی نہیں بلکہ والہانہ شغف بھی تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کو علم فقہ حنفی کے جدید مرتب اور بلند پایہ و مایۂ ناز شارح ہونے کی حیثیت سے جتنی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اتنی کسی اور لحاظ سے نہیں ملی گویا آپ کو رب العزۃ نے اسی مسلک کی خدمت کے لئے پیدا فرمایا تھا آپ نے علم فقہ میں تکمیلی مقام تک پہنچنے کے لئے اپنے دور کے مشہور ائمہ کی طرف رجوع فرمایا جس میں مفتی الثقلین نجم الدین ابی حفص عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں چنانچہ جب آپ نے اپنے مایۂ ناز شیوخ کو ایک کتاب میں جمع کیا تو عمر نسفی کا نام سرفہرست رکھا اور پھر ان کے فرزند ارجمند ابی اللیث احمد بن عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ کا نام رکھا۔ علاوہ ازیں آپ نے آسمان علم و فضل کے جن مہر و ماہ سے نور علم فقہ کا کسب کیا ان میں صدر الشہید حسام الدین عمر بن عبد العزیز اور صدر السعید تاج الدین احمد بن عبد العزیز اور ابی عمرو عثمان البیکندی بھی قابل ذکر ہیں آپ کا سلسلہ کسب فیض امام محمدؒ تک جا پہنچتا ہے ۵۴۴ھ میں حج ادا کیا اور روضۂ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ کے علمی تبحر کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ مختصر القدوری اور جامع الصغیر کے اکثر مسائل کو "بدایۃ المبتدی" میں جمع کیا۔ اس مبارک متن کی ترتیب تبرکاً جامع الصغیر کے طرز پر رکھی پھر اس متن کی اسّی جلدوں میں کفایۃ المنتہی کے نام سے ایک مبسوط شرح تحریر فرمائی اور جب خیال ہوا کہ آنے والی نسل کے لئے اس سے پورا پورا استفادہ مشکل ہے تو اسی کفایہ کا اختصار فرماتے ہوئے "الھدایۃ" تصنیف فرمایا جو کہ حنفی اصحاب فقہ کا ایک معتمد ذخیرۂ مسائل ہے اس میں عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ روایات مختلفہ میں ترجیح کو بھی واضح کیا اور اختلاف ائمہ کو بھی بیان کیا۔ آپ نے ذیقعدہ کے مہینہ ۵۷۳ھ میں بدھ کے دن ظہر کے بعد اس عظیم اور مبارک کتاب کی تصنیف شروع کی اور مسلسل تیرہ برس تک خاموشی سے تصنیف فرماتے رہے۔ مشہور ہے کہ اس مدت تک آپ روزانہ روزہ کے ساتھ رہے اور اپنے اس روزہ کو کسی پر ظاہر نہ کیا کھانے کے وقت خادم کھانا رکھ کر چلا جاتا اس کے چلے جانے کے بعد آپ کسی فقیر یا محتاج کو بلا کر وہ کھانا عنایت فرما دیتے اور خود اپنے کام میں مصروف رہتے جب خادم واپس آتا تو برتن کو خالی پا کر یہ خیال کرتا کہ کھانے سے فارغ ہو چکے ہیں آج یہی اخلاص کی برکت ہے کہ فقہ میں ہدایہ کا جو درجہ فیض ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ابن کمال پاشا نے آپ کو "اصحاب ترجیح" میں گنا ہے لیکن دوسرے علماء آپ کو "مجتہد فی المذہب" کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں۔

آپ کی بزرگی اور تقدم کا اقرار آپ کے معاصرین مثلاً قاضی خاں، شیخ محمود بن احمد بن عبد العزیز، شیخ زین الدین ابو نصر احمد بن عمر عتابی اور ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری وغیرہم (رحمہم اللہ) نے کیا ہے۔

آپ کی یہ مشہور تصنیف "ہدایہ" اگرچہ چار ضخیم جلدوں کا مجموعہ ہے لیکن اس کے باوجود نہایت ہی ٹھوس اور جامع متن کی طرح اس کی ایک ایک سطر اور ایک ایک

عظیم فقیہ

جملہ بڑی ہی وضاحت اور تفصیل کا محتاج ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جو کتاب اتنی جلدوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہو اس کی یہی شان ہونی چاہیئے۔

امام العصر حضرت مولینا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رح فرمایا کرتے تھے۔

"اگر کوئی شخص مجھ سے فتح القدیر جیسی عظیم کتاب لکھنے کے لئے کہے تو مجھے اُمید ہے کہ ایسی کتاب لکھ سکوں گا لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ "ہدایہ" کی چند سطور کی مانند کچھ لکھ دو تو میں اس سے عاجز ہوں"

فن کتاب "ہدایہ" کے مضامین حقائق و معارف کی عظمت کے ساتھ ساتھ شیخ مصنف رح کے تقویٰ اور اخلاص کا بلند ترین مقام ہی اس کتاب کی مقبولیت کا سبب ہے کہ رُوئے زمین پر اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اس قدر مقبولیت عطا فرمائی ہے کہ دُنیا میں شاید ہی کوئی کتاب اس کے ہم پلہ ہو۔

محدث العصر حضرت مولینا محمد یوسف بنوری رح مقدمہ نصب الرایہ میں ہدایہ کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

"مذاہب اربعہ میں کسی فقہی کتاب کی اتنی خدمت نہیں کی گئی جتنی کہ ہدایہ کی۔ اور کسی فقہی کتاب کی شرح لکھنے پر فقہا محدثین اور صاحب اتقان حفاظ متفق نہیں ہوئے جیسا کہ ہدایہ کی شرح پر متفق ہوئے اس کتاب کی یہ مقبولیت اور اہل علم کا اس کی طرف اس قدر متوجہ ہونا اس کی جلالت قدر کے لئے کافی ہے چنانچہ ان شارحین میں فقہاء محدثین اپنے دور کے ممتاز ترین علماء اور چیدہ برگزیدہ اکابر شامل ہیں مثلاً حافظ بدرالدین عینی، قوام الدین اتقانی، قوام الدین کی شیخ ابن الہمام السیواسی، علامہ ماردینی زیلعی، قرشی، ابن حجر قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمہم اللہ ایسے حفاظ نے اس کی احادیث کی تخریج فرمائی ہے۔ اس قسم کے اعیان و اکابر اور تخریج کنندگان کی صف میں شامل ہونا اس کے فضل و شرف کی کافی دلیل ہے کیا کوئی اور کتاب اس خصوصیت میں اس سے چشم نمائی کر سکتی ہے؟!"

مشائخ فقہاء اور علماء کرام ہر زمانہ میں ہدایہ کی شروح و حواشی کی طرف متوجہ رہے فقہ میں شاید ہی کوئی ایسی کتاب بلند پایہ ہو کہ اس قدر کثیر تعداد میں اس کے شروح و حواشی تالیف کیے گئے ہوں۔

صاحب کشف الظنون نے ساٹھ سے زیادہ حواشی و شروح اور احادیث کی تخریجات شمار کی ہیں یہ عدد تو صاحب کشف الظنون کے زمانے سے قبل کا ہے اگر اس کے بعد سے آج تک مزید تصنیف شدہ حواشی و شروح شمار کیے جائیں تو یقیناً ان کا عدد سو سے کہیں متجاوز ہو جائے گا۔

آپ نے بہت سی کتب تصانیف کیں جن میں سے "الھدایہ"، کتاب نشر المذہب، کتاب المنتقیٰ کتاب فی الفرائض، کتاب مناسک الحج، بدایۃ المبتدی، کفایۃ المنتہی، مختارات النوازل، کتاب التجنیس والمزید اور مختار الفتاوی مشہور و معروف ہیں آپ کی وفات سمرقند ۵۹۳ھ میں واقع ہوئی آپ کی تاریخ وفات "مجتہد مسائل" سے نکلتی ہے۔

وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ کا دورۂ امتحانی مراکز

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحان ۱۴۰۲ھ ۵ شعبان مطابق ۲۹ مئی ۱۹۸۲ء سے پاکستان کے ۲۳ مراکز میں بیک وقت شروع ہو رہے ہیں جس میں ۳۵ مدارس کے ۷۲۰ طلبہ حصہ لیں گے۔ امتحانی مراکز کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ مولانا سلیم اللہ خان مختلف امتحانی مراکز کا دورہ فرمائیں گے

(عبدالرحمٰن ناظم دفتر وفاق المدارس)

ختم بخاری شریف

آج بروز جمعرات ۱۸ رجب ۱۴۰۲ھ ۱۳ مئی ۱۹۸۲ء بعد نماز ظہر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی دارالحدیث میں ختم بخاری شریف کی ایک مختصر بابرکت تقریب منعقد ہوئی جس میں حضرت شیخ الحدیث مفتی ولی حسن، حضرت مفتی احمد الرحمٰن، ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر ناظم جامعہ و دیگر تمام اساتذہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے رفقاء تمام طلبہ اور کراچی شہر سے معزز مہمان کثیر تعداد میں شریک ہوئے بخاری شریف کا ختم ٹھیک ۳ بجکر دس منٹ پر شروع ہوا ایک طالب علم نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھی۔ حضرت شیخ الحدیث جامعہ مولانا مفتی ولی حسن صاحب نے ۴۰ منٹ تک آخری حدیث کی مکمل تشریح و توضیح کی۔ حضرت شیخ الحدیث جامعہ کے بیان کے بعد مفتی احمد الرحمٰن صاحب نے چند احباب (جو بیمار ہیں) ان کی صحت کے لیے سامعین سے درخواست کی۔ مفتی صاحب کی اس درخواست کے بعد دو طالب علموں نے قرآن مجید حفظ مکمل کیا ٹھیک چار بجے صدر وفاق المدارس العربیہ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی مدظلہ نے دعا کرائی۔ آخر میں مہمانان خصوصی و اساتذہ کرام کی تواضع مٹھائی اور ٹھنڈے مشروبات سے کی گئی اس طرح سے یہ بابرکت مجلس تقریباً ساڑھے چار بجے اختتام کو پہنچی۔

تعلق مع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکا تقاضہ

علی اصغر چشتی صابری ایم اے۔ ایل ایل۔ بی
عالم عربی، فاضل عربی، فاضل فارسی
فاضل وفاق۔

قارئین کرام آج میں نے جس موضوع پر لکھنے کے لیے قلم اٹھایا ہے۔ نہایت ہی وسیع اور نزاکتوں سے بھرپور ہے۔ میں اپنے آپ کو اپنی کم علمی کی بنا پر اس قابل تو نہیں سمجھتا، لیکن پھر بھی اس جذبے کی بنا پر جو دل میں موجزن ہے۔ لکھنے بیٹھ گیا ہوں۔

ع شاید کہ کسی دل میں اتر جائے میری بات

توفیق دینے والی تو وہی ذات ہے جس نے انسان کو قلم کے ذریعے سکھایا۔ اور ان چیزوں کے علم سے نوازا جنہیں وہ بالکل نہیں جانتا تھا۔ میں جب سوچتا ہوں اور غور کرتا ہوں۔ تو اپنے آپ کو خواجہ میر درد کے اس شعر کا مصداق پاتا ہوں۔

ع ہم تو اس راہ سے واقف نہیں جزں نور نظر
رہنما تو ہی تو ہوتا ہے جدھر جاتے ہیں

تصدیق رسالت کے بغیر نعمت ایمانی کا حصول ناممکن ہے

جب ہم ایمان کی تعریف کے متعلق احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو اس سلسلے میں ہمیں اجمال و تفصیل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض روایات میں صرف خداوند قدوس کی توحید پر اکتفا کیا گیا ہے۔ جبکہ دیگر احادیث میں تصدیق رسالت کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ پھر کہیں ان دونوں (توحید و تصدیق رسالت) کے ساتھ اعمال کو بھی ملایا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اعمال کو عین ایمان کہا گیا ہے۔ جہاں تک متعلقہ احادیث کے درج کرنے کا تعلق ہے۔ تو طوالت مضمون کے ڈر سے میں اسی اختصار پر جو میرے نزدیک کافی ہے۔ اکتفا کر لیتا ہوں۔

لیکن جب ہم گہری نظر سے تفصیل مطالعہ کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے متعلق اکثر احادیث توحید خداوند قدوس اور تصدیق رسالت پر مشتمل ہیں۔ اور اس سے یہ بات کھل کر ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ کہ "توحید" اور "تصدیق رسالت" ایمان کے لیے اجزاء لاینفک ہیں۔ بالالفاظ دیگر یہ دونوں ایمان کے لیے لازم ملزوم ہیں۔

یہی وجہ ہے۔ کہ آج تک کسی بھی آسمانی مذہب نے تصدیق رسالت کو نظر انداز نہیں کیا۔ بلکہ اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کے فقدان کو ایمان کا فقدان قرار دیا۔

منصب رسالت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے

اس اہمیت کی منجملہ وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ رسالت کا منصب کوئی معمولی منصب نہیں۔ بلکہ بہت ہی بڑا اعزاز ہے۔ یہ ایسا منصب ہے۔ جو صرف اور صرف خداوند قدوس کے انتخاب پر موقوف ہے انسان لاکھ کوشش کرے اپنی محنت کے بل بوتے پر اسے حاصل نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم نے کفار کو جب وہ منصب رسالت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ یوں خاموش کیا۔ "اھم یقسمون رحمة ربك، نحن قسمنا بینھم معیشتھم"

آیت مذکورہ سے صراحتاً معلوم ہوا۔ کہ نبوت و رسالت نعمت خداوندی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جسطرح چاہتے ہیں۔ اپنی مرضی کے مطابق اس منصب کے لیے اپنے بندوں میں انتخاب فرما لیتے ہیں۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ "اَللّٰہُ اَعلم حیث یجعل رسالتہ۔" یہ آیت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ رسالت کسبی شے نہیں بلکہ وہبی منصب ہے۔ جو نہ تو مال و دولت سے حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی عبادت و ریاضت اس کے حصول کے لیے ذریعہ بن سکتی ہے۔ بلکہ رب العالمین جسے چاہیں۔ اس سے نواز دیتے ہیں۔ یہ خدا کی دین ہے۔ جو محض اسی کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس میں کسی کے عمل دخل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

ختم نبوت

تعلق مع الرسول

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

رسولؐ کی زندگی امت کیلئے نمونہ ہوتی ہے

یہ تو تھی رسول کی حیثیت جسے قرآن مجید نے واضح فرمایا۔ اس وضاحت کے بعد جب ہم مزید تحقیق کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ رب العالمین نے ان انبیاء و رسل کو دیسے نہیں بھیجا بلکہ ایک خاص مقصد کے تحت مبعوث فرمایا ہے۔ اور وہ ہے پیغام خداوندی کا بندوں تک پہنچانا اور لوگوں کے سامنے اپنی زندگیوں کو عملی نمونہ بنا کر پیش کرنا۔

رسولؐ چونکہ براہ راست خداوند قدوس کی ذات سے تربیت یافتہ ہوتا ہے۔ اس لیے وہ عالم کے لیے مجسم نمونہ عمل ہوتا ہے۔ اسکا ہر قول خواہشات نفس سے پاک اور اس کا ہر فعل یہاں تک کہ ہر حرکت مشیت الٰہی کے حصول کے لیے ہوتی ہے۔

رسولؐ اپنی ذات وصفات میں تمام انسانوں سے ممتاز ہوتا ہے۔ اسکی خلقت عام انسانوں سے الگ ہوتی ہے۔ تربیت کا طریقہ کچھ اور ہوتا ہے۔ بچپن، لڑکپن اور جوانی کا رنگ ڈھنگ الگ ہوتا ہے۔ تجرد اور ازدواجی حالت منفرد ہوتی ہے۔ عبادت و ریاضت میں بھی اس کی شان کچھ اور ہوتی ہے۔ غرضیکہ تمام انسانوں میں جو خوبی صفات پائی جاتی ہیں۔ وہ اس میں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن منفردانہ طرز کی۔ اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ رب العالمین کی ذات شروع ہی سے اسے اپنی نظر ربوبیت میں رکھ کر اس کی تربیت فرماتی ہے۔ بلکہ خلقت میں بھی وہ منفرد ہوتا ہے چنانچہ قرآن کہتا ہے۔

وربك يخلق ما يشاء ويختار۔

یہ انتخاب وہ خود اس لیے کرتی ہے۔ کہ اس منصب کی صلاحیتوں کو اسکے سوا اور کوئی پا نہیں سکتا۔ اور اسی وجہ سے رسول کی زندگی امت کے لیے نمونہ ہوتی ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ **لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة۔**

یعنی تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ایک بہترین نمونہ ہے۔ مندرجہ بالا تمہید سے مختصر ہی سہی۔ مگر یہ بات واضح ہو گئی کہ تصدیق رسالت کے بغیر نعمت ایمانی کا حصول ناممکن ہے۔ رسالت رحمت خداوندی ہے۔ وہ جسطرح چاہیں۔ اور جسکو چاہیں۔ اس نعمت سے نوازدیں۔ اس کے حصول میں کسب کا عمل دخل نہیں۔ اور رسول براہ راست خداوند قدوس کی ذات سے تعلیم و تربیت پاتا ہے۔ اس لیے اس کا ہر قول، فعل اور حرکت حق ہی حق ہوتا ہے۔ اور اس لحاظ سے اسکی زندگی ہمارے لیے نمونہ ہوتی ہے۔

موجودہ سوسائٹی کی حالت

آج ہم جب اپنی سوسائٹی کا تجزیہ کرتے ہیں۔ تو انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے کوئی بھی اس سے انکار کرتا ہوا نظر نہیں آتا۔ کہ دامن رسالت سے وابستگی ہی میں ہماری کامیابی کا راز مضمر ہے۔ ہر ایک کی زبان محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عشق رسولؐ کے دعاوی سے تر ہے۔ لیکن عمل میدان میں بہت کم ہی افراد ایسے نظر آتے ہیں۔ جن کے قول اور فعل میں ایک حد تک موافقت پائی جاتی ہے۔ اکثریت ایسے حضرات کی ہے۔ جو کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں جس کی وجہ سے نئی نسل روز بروز بگڑتی جا رہی ہے۔ بہت سے جوان محض اس بنا پر بھٹک جاتے ہیں۔ کہ انہیں صحیح ماحول میسر نہیں آتا۔ کوئی اس دین کو جہالت کی بنا پر ٹھکرا رہا ہے۔ کوئی خواہشات نفسانی سے مغلوب ہو کر دوسروں کا ساتھ دے رہا ہے۔ اور کوئی مستغنی و بے پرواہ ہو کر غیروں کو آگے بڑھنے کا موقع دے رہا ہے۔ آج اپنوں کی وجہ سے اس دین کو جتنا دھچکا لگ رہا ہے۔ غیروں کی وجہ سے اتنا نہیں۔ ایک حساس شخص جب اس نقشے کو دیکھتا ہے اور غور سے اس کا مطالعہ کرتا ہے۔ تو بالآخر اسے بے اختیار یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے!

آج ہم نے اس دین کو عملاً چھوڑ دیا۔ جسے ہمارے لیے ہمارے رب نے پسندیدہ فرمایا اور ہمیں اسکو اپنانے کا حکم فرمایا۔ قانون خداوندی کو ہم نے نظر انداز کیا۔ اور غیر اقوام کے بنائے ہوئے قوانین اصول و ضوابط اپنا لیے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہمارے حاکم بن بیٹھے اور ہم ان کے محکوم ہو کر رہ گئے۔ اس سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ آج عالم اسلام کیا ات کتنی عجیب و غریب ہے۔ فرد، افراد، گھر، گھرانہ، قریہ، قریہ اور بستی بستی کا جب ہم تجزیہ کرتے ہیں۔ تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آج پوری دنیا میں ہم مغلوب و محکوم ہیں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ کیا ہم مادی لحاظ سے کمزور رہیں؟ کیا ہمارے پاس مال و دولت کی کمی ہے۔ کیا ہم علوم و فنون کے میدان میں دیگر اقوام کے مقابلے میں پسماندہ ہیں۔ جب ہم ان سوالوں کے متعلق ٹھنڈے دل سے غور کرتے ہیں۔ تو جواب ملتا ہے۔ کہ ایسی تو کوئی بات نہیں۔ اب یہ سوال پہلے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ ذہن میں ابھرنے لگتا ہے۔ کہ وہ کونسی چیز ہے جس نے ہمارے دلوں سے غیرت اور جذبۂ ایمانی کو نکال باہر کیا۔ اور ہمیں کھوکھلا کر کے چھوڑ دیا۔ جس کے نتیجے میں آج ہم ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود بجائے آگے بڑھنے کے پیچھے ہٹتے چلے جا رہے ہیں۔ ہماری

سوسائٹی سکون اور اطمینان قلب کی نعمتوں سے محروم ہے۔ جہاں تک میری اپنی تحقیق کا تعلق ہے۔ تو میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں۔ کہ آج ہمارے پاس مادی لحاظ سے ہر قسم کے ذرائع ارتقاء موجود ہیں۔ ٹکنالوجی میں ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کافی آگے بڑھ چکے ہیں۔ مین پاور کی کمی نہیں۔ علوم وفنون کے میدان میں ہم دیگر اقوام کے دوش بدوش چل رہے ہیں۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ہماری موجودہ پستی اور انحطاط کی بڑی وجہ کیا ہے؟

کامیابی کیلئے "تعلق مع الرسول" کا ہونا ناگزیر ہے۔

اس سلسلے میں جب ہم اپنے اسلاف، بزرگان دین، تابعین، تبع تابعین اور خاص کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مبارک زندگیوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہر شعبے میں انہیں کامیاب وکامران دیکھتے ہیں۔ سیاسی، سماجی، معاشی غرضیکہ ہر لحاظ سے وہ کامیاب رہے۔ وہ حاکم بن کر رہے۔ ہم محکومی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ غالب رہے۔ ہم مغلوب ہو کر رہ رہے ہیں۔ وہ فاتحانہ شان سے رہے۔ ہم مفتوحانہ انداز سے رہ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ اپنا موازنہ کرنے کے بعد جب ہم ان کی کامیابی اور اپنی ناکامی کا تجزیہ کرتے ہیں۔ تو بالآخر ہمیں صرف ایک چیز ایسی نمایاں نظر آتی ہے۔ جو ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جبکہ ہم اس سے محروم ہیں وہ ایسی صفت ہے جس سے متصف ہو کر محسن انسانیت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا۔

"اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم"
"اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم"

یہ اعزاز ان حضرات کو کیوں ملا؟ صرف اور صرف اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کا سچا تعلق تھا۔ انسلاک اور وابستگی تھی۔ نبی کی شان یہ ہوتی ہے۔ کہ شر کی بیرونی اور اندرونی قوتیں اسکی پاکیزگی اور تقدس کے سامنے اس قدر بے بس ہو جاتی ہیں۔ کہ برائی کیطرف اسکو مائل کرنے کا امکان تو سرے سے باقی نہیں رہتا۔ اور بالآخر یہ شر کی طاقتیں مجبوراً اسکی ملکی طاقت کے ہم آہنگ ہو جاتی ہیں۔ پھر یہ چیز صرف اسکی ذات تک محدود نہیں رہتی۔ بلکہ بقدر مراتب اور حسب تناسب اس کے ہمنشینوں سے بڑھ کر اس تمام خطے کو بھی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ جو اسکی بعثت کا میدان ہوتا ہے اسی پر بس نہیں بلکہ اسکے نقش قدم پر چلنے والوں کے شیاطین وشر کی طاقتیں بھی اتنی کمزور ہو جاتی ہیں کہ ہر میدان میں شکست کا سامنا کرتے کرتے ناامید ہو جاتی ہیں اور نوبت یہاں تک آجاتی ہے۔ کہ جیسطرح ہر کمزور طاقتور سے ڈرتا ہے۔ اسی طرح یہ قوتیں ان حضرات سے ہر وقت لرزاں ترساں نظر آنے لگتی ہیں۔ اب ایکطرف تو ان شریر قوتوں کی یہ حالت ہوتی ہے۔ اور دوسری جانب ملکوتی طاقتیں اپنے پورے جوبن پر آجاتی ہیں۔ جن کے اثرات پھیلتے پھیلتے دنیا بھر میں پھیل جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مقابلے کے ہر میدان میں یہ حضرات کامیاب وکامران رہتے ہیں۔ اور ذلت وناکامی ان کے اعداء کا حصہ بن جاتی ہے۔ اب ہوتا یہ ہے کہ عادات کی دنیا، آباؤاجداد کے رسوم اور طبعی وفطری (NATURAL) خو بو اسطرح چھوٹ جاتی ہے۔ کہ کوتاہ بینوں اور ظاہر بینوں کو یہ گمان کرنا پڑتا ہے۔ کہ یہ جادو کا اثر ہے۔ یا سحر کا کرشمہ! مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ جہاں سطح زمین سے بالائے عرش تک تقدس ہی تقدس ہو۔ ضلالت اور شر کی قوتیں کمزور سے کمزور تر ہو کر فنا ہو رہی ہوں۔ وہاں حق کی کامیابی اور اسباب ہدایت میں اضافہ اسی طرح فطری ہو جاتا ہے۔ جس طرح صبح کی پو پھٹنے سے دن کا آغاز ہو جاتا ہے سورج کے طلوع ہوتے سے پوری دنیا میں روشنی پھیل جاتی ہے۔ موسم بہار میں زمین کا چپہ چپہ سبزہ زار ہو جاتا ہے۔ چند قطروں اور ہوا کے جھونکوں سے صحراؤں کا رنگ بدل جاتا ہے۔ باد نسیم سے کلیاں کھل جاتی ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ تعلق اور انسلاک کے بعد قلب ودماغ کی کیفیت بدل جاتی ہے۔ وہ سینے جو کبھی کفر کی تاریکیوں سے تاریک تھے۔ ان کی فیضانِ صحبت سے ایسے چمک جاتے ہیں۔ گویا عالم تقدس کی وہ سب سے بلند جلوہ گاہ ہیں۔ وہ دل جو عالم آخرت کو ماننے کیلیے تیار نہیں تھا۔ اب حضور ویقین کی بناء پر عالم آخرت کا نقشہ ہر وقت اس کے سامنے نظر آرہا ہے۔ استعداد اور سٹینڈرڈ کے مطابق کوئی مقام "ناسوت" طے کر رہا ہے۔ تو کوئی ملکوت اور جبروت سے آگے بڑھ کر "لاہوت" کی سیر سے محظوظ ہو رہا ہے۔ سچ ہے۔ کثرت میں وحدت کے مزے لوٹنے والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ یہ تمام کرشمے اس مرکز نور کے ہوتے ہیں۔ جو چمکتے آفتاب کیطرح ان کے درمیان میں موجود ہوتا ہے۔ اور اسی کے قلب مبارک کے انسلاک کے ساتھ دیگر قلوب میں بھی استعداد کے مطابق یہ نور بعینہٖ اسیطرح تقسیم ہوتا ہے جس طرح چھوٹے بڑے بلبوں میں پاور ہاؤس سے روشنی تقسیم ہوتی ہے۔ جارہی ہے

شخصیت

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

جنہوں نے نہایت ہمت واستقلال سے شاہ ولی اللہ کی تحریک کو برصغیر میں پھیلایا۔

وحید اللہ صاحب صدیقی۔ ایم اے (اکنامکس) بی ٹی (علیگ)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سیدنا حضرت شاہ ولی اللہؒ کے بڑے صاحبزادے تھے حضرت شاہ ولی اللہؒ کا انتقال ۱۷۶۲ء میں ہوا۔ اور اس کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز آپ کے جانشین مقرر ہوئے، آپ کا زمانہ نہایت سخت فتنہ کا زمانہ تھا۔ اس زمانے میں ایک طرف تو روافض کا نہایت ہی سخت غلبہ تھا، چنانچہ دہلی میں نجف علی خاں کا تسلط تھا جس نے شاہ ولی اللہ کے پہنچے اتروا کر ہاتھ بیکار کر دیئے تھے، تاکہ وہ کوئی کتاب یا مضمون تحریر نہ کر سکیں۔ مرزا مظہر جان جاناںؒ کو شہید کرا دیا گیا اور خود شاہ رفیع الدینؒ کو اپنے قلم رو سے نکال دیا گیا تھا،

دوسرے طرف مصنوعی صوفیوں کا غلبہ تھا جن کا اثر بادشاہ، شہزادوں اور عوام پر اتنا زیادہ تھا کہ وہ علماء کے پاس آتے اور تنگ کرتے تھے اس فتنہ کے زمانے میں اظہار حق نہایت دشوار تھا اس لیے شاہ عبدالعزیزؒ صاحب ترویج دین نہایت احتیاط سے کرتے تھے۔ فتنہ انگیز عنوانات سے احتراز فرماتے تھے باوجود اس کے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے اپنی تعلیم رشد وہدایت اور تربیت سے ایسے علماء پیدا کیے جنہوں نے برصغیر کے کونے کونے میں شاہ ولی اللہ کی تحریک کو پھیلایا۔ یہ ان بزرگوں کی تعلیم کا فیضان ہے کہ آج برصغیر میں مسلمان اپنی حیثیت قائم کیے ہوئے ہیں۔ وہ اکثریت میں ختم نہیں ہوئے، وہ مغربی تہذیب سے اتنے متاثر نہیں ہوئے، جتنے دیگر اسلامی ممالک ہوئے ہیں، انہی بزرگوں کی تعلیمات اور قربانیوں کے نتیجہ خداداد مملکت پاکستان وجود میں آیا۔

شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اصلاح وتربیت کے حسب ذیل مقاصد پیش نظر رکھتے تھے۔

۱۔ خدا پرستی۔ خوف خدا۔ پاکبازی کا سچا جذبہ پیدا کرنا۔

۲۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی نظریات کو ذہن نشین کرانا۔

۳۔ شاہ پرستی۔ شاہانہ تکلفات کو ختم کرنا اور سادہ زندگی گزارنے کا عادی بنانا۔

۴۔ جذبہ جہاد۔ اور عسکری زندگی کا جذبہ پیدا کرنا۔

۵۔ ایسی رسومات کو ختم کرانا جو سوسائٹی کو پستی کی طرف لے جاتی ہیں

چنانچہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی تربیت کے مندرجہ ذیل طریقے تھے

۱۔ درس وتدریس:

مدرسہ رحیمیہ میں طلباء کو درس دیتے تھے۔ اس مدرسے سے اتنے علماء نکلے کہ تقریباً برصغیر میں ایک عالم بھی ایسا نہ تھا۔ جس کا تعلق براہ راست یا بالواسطہ شاہ عبدالعزیزؒ سے نہ ہو۔

۲۔ روحانی تربیت

یعنی جو کچھ بتایا جاتا تھا عملی طور پر اس کا عادی بنانا۔ خود غرضی۔ نفس پرستی اقتدار پسندی سے دل پاک رکھنا۔ صبر وضبط۔ خاکساری اور انکساری محبت و شفقت سے مخلوق خدا کی خدمت کرنا۔

۳۔ عام جلسوں اور اجتماعات میں تقریریں کرنا۔ آپ منگل اور جمعہ کو اجتماع میں تقریریں ضرور کیا کرتے تھے۔ جس میں دہلی اور بیرون دہلی کے ہزاروں آدمی شرکت کرتے تھے اس پروگرام کی پابندی یہاں تک تھی کہ مرض الموت میں جب تک بولنے کی طاقت رہی اس پروگرام کو جاری رکھا۔

آپ روحانی کمالات کے ایک بلند مقام پر تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپؒ نے اور آپ کے بزرگوں نے کبھی شاہی منصب یا بادشاہی جاگیر قبول نہیں کی۔ حالانکہ آپ کی عزت وعظمت کا یہ عالم تھا کہ شہزادے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے اور پاؤں دابنے کو دینی سعادت سمجھتے۔ سربراہ۔ نوابوں اور امراء سے اگر ملاقات

ہو جاتی تو وہ اپنی سواریوں سے اتر کر مصافحہ اور مزاج پرسی کرتے۔ آپ کی قناعت اور سیر چشمی کا یہ عالم تھا کہ کبھی شاہی عطیہ قبول نہیں کیا بلکہ بادشاہوں اور امراء کی ہمت بھی نہیں پڑتی تھی کہ وہ آپ کو کچھ پیش کریں۔ آپ ایک دارالعلوم کے اخراجی صدر تھے جس میں لنگر جاری رہتا تھا۔ کبھی بھی آپ نے اپنے اہل و عیال کو اس لنگر سے فائدہ اٹھانے نہیں دیا۔ امیر الروایات میں ذکر ہے کہ ایک مرتبہ چند وقت کے فاقوں نے بچوں تک کو نڈھال کر دیا تھا۔ ایک خادمہ نے اس کا تذکرہ باہر کر دیا تھا تو آپ نے اس خادمہ کو برطرف کر دیا اور کہا کہ اس نے ہمارے گھر کا راز فاش کر دیا۔ آپ کی اعلیٰ ہمت کا اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو زندگی کے آخری ایام میں بے حد تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا آپ کا مکان ضبط کر لیا گیا۔ اہل و عیال کے ساتھ شہر دہلی سے دربدر کیا گیا۔ دو مرتبہ آپ کو زہر دیا گیا۔ اس کے علاوہ آپ کو کئی اور بھی اذیتیں پہنچائی گئیں جس کے نتیجے میں بینائی جاتی رہی اور مختلف امراض پیدا ہو گئے لیکن آپ نے صبر و استقلال کا دامن نہ چھوڑا۔

آپؒ نے وفات کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ آپ کا کفن گاڑھے اور دھوتر کا ہو اور آپ کی وفات کی اطلاع بادشاہ کو نہ دی جائے کیونکہ آپ ملوکیت اور ملوکانہ شان و شوکت سے نفرت کرتے تھے جو علماء حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی تربیت گاہ سے تربیت پا کر برصغیر کے آفتاب و ماہتاب بنے ان میں سے چند مشہور ہستیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ۲۔ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب
۳۔ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب ۴۔ مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب
۵۔ مولانا شاہ محمد یعقوب صاحب ۶۔ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب (داماد)
۷۔ مولانا شاہ محمد اسماعیل صاحب (۸) سید احمد شاہ شہید بریلوی
۹۔ مولانا رشید الدین دہلوی صاحب (۱۰) مولانا صدرالدین صاحب دہلوی
۱۱۔ مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلہ۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد حضرت شاہ اسحاق صاحب آپ کے جانشین قرار دیے گئے۔

بنگلہ دیش میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آ گیا۔

بخدمت جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدظلہم العالی
ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

امید ہے کہ مزاج گرامی خیر و عافیت سے ہوں گے حضرت والا کا عنایت نامہ موصول ہوا۔ حالات سے آگاہی ہوئی، ہمارے یہاں قادیانیوں نے چودہویں صدی کے اختتام پر روزنامہ اتفاق میں دو صفحہ پر مشتمل ایک مضمون شائع کیا تھا جس میں غلام احمد قادیانی کو سراہا گیا، اسی طریقہ پر پندرہ روزہ احمدیہ میں ختم نبوت کے خلاف مختلف مضامین شائع ہونے لگے اور بعض علاقوں میں اس کے لیے مفت رسائل تقسیم کیے جانے لگے۔ ایک اطلاع کے مطابق پاکستان میں سرکاری طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد انہوں نے بنگلہ دیش کو جنوبی ایشیا کے لیے ہیڈ کوارٹر بنایا ہے۔

ان حالات کے پیش نظر یہاں کے علماء کرام نے ۱۱/۱۳/۔۱۹۸۰ء کو بیت المکرم میں ایک ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کو دوبارہ قائم کیا گیا اور اس کے صدر حضرت مولانا قاضی معتصم باللہ صاحب اور حضرت مولانا محمد اللہ حافظ جی حضور سرپرست مقرر کیے گئے۔ الحمد للہ راستے عامہ ہموار کرنے کے لیے اب تک تقریباً ۵۰ عوامی جلسے اور ۵۰۰ مساجد میں ختم نبوت پر بیان ہو، دس ہزار ہینڈ بل پانچ ہزار پوسٹر شائع کیے گئے۔ اس کے علاوہ ختم نبوت پر لٹریچر تیار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس وقت مجلس ختم نبوت کا ایک تعارف نامہ آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ جناب نے جن امور پر توجہ دلائی اس کے بارے میں بھی ہم فکرمند ہیں۔ جناب کے وہاں ختم نبوت پر جو مختلف زبانوں میں رسائل اور لٹریچر وغیرہ شائع کیے گئے کم از کم ہر ایک کا دو دو عدد ارسال فرمادیں۔ امداد مبلغ کے سلسلے میں دوسرے خط میں مطلع کروں گا۔

جناب نے اپنی طرف سے ہمارے ساتھ رابطہ قائم کر کے جو دینی فریضہ انجام دیا ہے وہ قابل شکر ہے۔ امید ہے کہ آئندہ بھی ہمیں مفید مشوروں سے نوازیں گے۔ مجلس کے ذمہ داران حضرات کی خدمت میں ہدیہ سلام پیش کر کے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

فقط والسلام
بندہ نور حسین ناظم عمومی
مجلس ختم نبوت بنگلہ دیش

ایک بہت ہی سنجیدہ متین اور ٹھوس علمی کتاب
جس کے مطالعہ سے ذہن کی بہت سی گرہیں کھل جاتی ہیں

اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم

از قلم مولانا محمد یوسف لدھیانوی

حصہ اول

جس میں صراط مستقیم کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی کرتے ہوئے مشہور اسلامی فرقوں (شیعہ، سنی، حنفی، وہابی، دیوبندی، بریلوی اور مودودی فرقوں) کے اختلافات کا کتاب وسنت کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے

حصہ دوم

فروعی مسائل میں نوعیتِ اختلاف کی وضاحت اور مسلک اعتدال کی نشاندہی نیز فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، ترجیع اذان، افراد اقامت، تکبیرات عیدین، سجدہ سہو، مسائل وتر، نماز جنازہ اور جمعہ فی القریٰ وغیرہ چند مسائل میں حنفیہ کے موقف کی مدلل تشریح

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی یادگار
ایک موقر دینی وعلمی اور اصلاحی ماہنامہ

بینات کراچی

30/- سالانہ چندہ

اس کارِ خیر میں شرکت انشاء اللہ آپ کے لیے موجب برکت وسعادت ہو گی

(پتہ) ماہنامہ بینات علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵

حافظ عبد الستار خوشنویس مسجد باب رحمت پرانی نمائش کراچی